★ معنی و مفہوم ★ فضیلت ★ امام و مقتدی کے لیے حکم

تالیف و پیشکش

الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر صاحب حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ الخبر (سعودی عرب)

ترتیب و تدوین

ام محمد شکیلہ قمر (الدمام)

نشر و توزیع مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ (سیالکوٹ)

نام کتاب ـــــــــ آمین......امام ومقتدی کیلئے حکم

تالیف وپیشکش ـــــــــ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترتیب وتبییض ـــــــــ ام محمد شکیلہ قمر حفظہا اللہ (الدمام)

طبع دوم ـــــــــ اگست ۲۰۰۷ء

اہتمام طباعت: غلام مصطفیٰ فاروق

پاکستان میں ملنے کے پتے

کتاب سرائے

فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

رابطہ نمبر: 042-7320318

دفتر: ماہنامہ **"صوت الھدیٰ"** سمڑیال روڈ نزد چونگی نمبر 8 ڈسکہ (سیالکوٹ)

saut_ul_huda1995@yahoo.com رابطہ نمبر: 0300-6456033

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ، تحصیل سمڑیال، سیالکوٹ (پاکستان)

m_k_sunnat@yahoo.com رابطہ نمبر: 0300-6439897

ہندوستان میں ملنے کے پتے

توحید پبلیکیشنز

ایس۔ آر۔ کے گارڈن بنگلور 6650618

چار مینار بک سنٹر

چار مینار روڈ شیواجی نگر بنگلور 560051

ای میل: tawheed_pbs@hotmail.com

آئینہ مضامین

حرفِ پیش

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنْ لَّاإِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .

أَمَّا بَعْدُ :

قارئینِ کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

متحدہ عرب امارات میں قیام کے دَوران اللہ کی توفیق اور اسی کی عنایت سے ریڈیو متحدہ عرب امارات اُم القیوین کی اُردو سروس سے روزانہ دینی پروگرام [دین ودنیا] پیش کرنے کا موقع مِلا ،اس دَوران نماز کے بارے میں مختلف اوقات اور متعدد مواقع پر ٹھیک (۷۸۶) پروگرام ایسے نشر کرنے کی توفیق ملی ،جن کا تعلق صرف طہارت ونماز سے تھا ،اور اسی ضمن میں ہی جب نماز نبوی ﷺ کی ہیئت و کیفیت ذکر کرنے کا موقع آیا تو بعض مسائل کو بالخصوص خوب تحقیق کر کے مدلّل انداز سے بیان کیا تا کہ ان میں پائے جانے والے اختلاف کی اصلیّت ، جانبین کے تقریباً مکمّل دلائل اور ان کا بے لاگ جائزہ پیش کیا جا سکے ،ایسے مسائل میں سے ہی ایک یہ مسئلہ " آمین بالجہر " بھی ہے ۔

جسے ہم نے اپنی حد تک مدلّل اور قدرے مفصّل طور پر پیش کر دیا ہے ۔

اب آپ کو اختیار ہے کہ دلائل کی قوّت و وزن دیکھ کر راجح جانب کو اختیار کریں ،اور باپ دادوں کے انداز پر چلنے والی روش کو چھوڑ کر صحیح راہ اپنائیں

یا لکیر کے فقیر بنیں رہیں ۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَمِنْهُ الْقَبُوْلُ

اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں اور پھر اپنی لختِ جگر عزیز بیٹی آنسہ شکیلہ قمر کا شکریہ ادا کرنا بھی واجب سمجھتا ہوں کہ عزیزہ سلّمہا اللہ نے ہمارے اس موضوع سے متعلقہ ریڈیائی تقاریر کے مسوّدات کو کتابی شکل میں ڈھال دیا ہے ۔

وَفَّقَهَا اللّٰهُ لِلْمَزِيْدِ وَ تَقَبَّلَ مِنْهَا

اپنے ان تمام احباب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں دامے، درمے، قدمے، سخنے کسی طرح بھی تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان کے اہل و مال اور ایّام و اعمال میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

اس کے ساتھ ہم اپنے **مکتبہ کتاب و سنت** ریحان چیمہ سیالکوٹ پاکستان کے مدیر مولانا غلام مصطفیٰ فاروق کے لئے بھی دعا گو ہیں، جنہوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت، تزئین و آرائش پر خوب محنت کی ہے۔ اور کتاب کو زیادہ مفید اور بہتر ظاہری و معنوی محاسن سے آراستہ کیا ہے۔

جزاه الله خيرا احسن الجزاء

وَ صَلّٰى اللّٰهُ وَ سَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ .

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ابو عمران محمد منیر قمرنواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ الخبر و داعیہ متعاون بمراکز الدعوۃ و الارشاد بالدمام والظہران والخبر (سعودی عرب)

1418/6/18ھ

1997/10/19ء

﴿مُقَدِّمَة﴾

﴿ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلىٰ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ ، أَمَّا بَعْدُ : ﴾

قارئینِ کرام!

اللہ تعالیٰ کے احکام وفرائض اورعبادتیں تو بہت سی ہیں بلکہ تخلیقِ انسانی کا مقصد ہی فرائضِ الٰہیہ کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُونَ. ﴾

(سورة الذّٰرِیٰت : ۵۲)

’’میں نے جنّوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کیلئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔‘‘

نماز تمام فرضوں میں سے اہم الفرائض اور تمام عبادتوں میں سے افضل العبادات ہے، یہی وجہ ہے کہ خالقِ کائنات مالکِ ارض وسماء نے اپنی مقدّس کتاب قرآنِ کریم میں تمام عبادات میں سے سب سے زیادہ جس عبادت کا تذکرہ کیا ہے وہ نماز ہی ہے، الفاظ بدل بدل کر اس کی اہمیت وفضیلت کو اجاگر کیا گیا ہے ۔

نماز میں اختتامِ فاتحہ پر ’’آمین‘‘ کہنا سنتِ رسول ﷺ ہے، آمین کہنے والے کے پچھلے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے، علاوہ ازیں اگر کوئی قوم اکٹھی ہو اور ان میں سے کچھ لوگ دعاء کریں اور کچھ آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعاء کو

قبول فرماتا ہے .

زیر نظر کتاب ''آمین معنیٰ ومفہوم، فضیلت، امام ومقتدی کیلئے حکم'' میں قائلینِ آمین بالجہر اور قائلینِ آمین بالسّر دونوں فریق کے دلائل ذکر کر کے ان کا بے لاگ جائزہ پیش کیا گیا ہے، اورآمین بالجہر کو احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعینِ عظام نیز آئمہ کرام اور محقّقین علماء وفقہاء کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے اوراس موقف کو راجح اور صحیح تر قرار دیا گیا ہے مؤلّف نے فریقین کے دلائل ذکر کر کے کہا ہے:

اب آپ کو اختیار ہے کہ دلائل کی قوّت و وزن دیکھ کر راجح جانب کو اختیار کریں اور باپ دادوں کے انداز پر چلنے کی روش کو چھوڑ کر صحیح راہ اپنائیں، یا پھر لکیر کے فقیر بنیں رہیں.

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَمِنْهُ الْقُبُوْلُ

اس کتاب کو پانچ جلی عنوانات سے مزین کیا گیا ہے اور پھران پر دلائل دیئے گئے ہیں:

① اختتامِ فاتحہ پرآمین کہنا اوراس کی فضیلت .
② آمین بالجہر..... احادیثِ نبویہ سے .
③ آثارِ صحابہ وتابعین اورآئمہ ومحقّقین علماء وفقہاء .
④ مانعینِ جہر وقائلینِ سر کے دلائل اوران کا تجزیہ .
⑤ آمین سے متعلقہ بعض دیگر مسائل .

اس کتاب کے مؤلف محقّق عالمِ دین فضیلۃ الشیخ **محمد منیر قمر** حفظہ اللہ مترجم سپریم کورٹ، الخبر و داعیہ متعاون بمرکز الدعوہ والارشاد بالدمام والظہران و الخبر، المملکہ العربیہ السعودیہ ہیں، مولانا قمر

صاحب ﷾ ایک متحرّک اور فعّال شخصیت ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔علم دین کے ساتھ ساتھ ان کا ذہن تبلیغِ دین کے جذبہ سے سرشار اور دل اشاعتِ سنت کے داعیہ سے معمور ہے.

اس کتاب کے مسودہ کو ایک مربوط شکل میں مرتّب کرنے والی قمر صاحب کی لختِ جگر آنسہ شکیلہ قمر ﷻ کی یہ بلاشبہ ایک عمدہ کاوش ہے۔

وفّقہا اللہ و تقبّل منہا

اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ اس کتاب کے مؤلّف و مرتّبہ و مقدّم اور کسی بھی طرح اس کی طباعت و اشاعت میں معاون بننے والوں کیلئے ذریعہ نجات بنائے اور مزید دینِ حنیف کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

والسلام

11 اکتوبر 2000ء — **غلام مصطفی فاروق** (ریحان چیمہ)

12 رجب 1421ھ — خطیب جامع مسجد توحید، ڈسکہ

اختتامِ فاتحہ پر آمین کہنا اور اس کی فضیلت

جب نمازی دن یا رات کی کسی بھی فرض یا نفلی نماز میں یا نماز کے علاوہ سورۂ فاتحہ کو اس کے آخری الفاظ [وَلَاالضَّآلِّیْن] تک مکمّل پڑھ لے تو پھر وہ [آمِیْن] کہے ۔

آمین کا معنیٰ:

آمین کا معنی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ .

''اے اللہ میری دعاء قبول فرما۔''

یا پھر:

کَذٰلِکَ فَافْعَلْ .

''اے اللہ ایسے ہی کر جیسے کہ طلب کیا جارہا ہے ۔''

یا پھر یہ بھی معنی کیا گیا ہے :

کَذٰلِکَ فَلْیَکُنْ .

''ایسے ہی ہو ۔''

علاّمہ منذری ؒ نے الترغیب و الترھیب میں یہ بھی نقل کیا ہے :

ھُوَ اِسْمٌ مِنْ أَسْمآءِ اللّٰہِ تَعَالیٰ .

''آمین اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔''

یہ بات مصنّف عبدالرزاق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں بھی آئی ہے، لیکن وہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابنِ حجر ؒ نے فتح الباری میں، اور

علاّمہ مبارکپوری ؒ نے تحفۃ الاحوذی میں اور دارقطنی نے تفسیر میں صراحت کی ہے، سنن ابی داوٗد میں ایک صحابی حضرت ابوزُہیر النمیر ی ﷛ فرماتے ہیں:

اِنَّ آمِیْنَ مِثْلَ الطَّابِعِ عَلیٰ الصَّحِیْفَۃِ.

’’[سورۂ فاتحہ یا دعاء کے بعد] آمین اسی طرح ہے جس طرح خط کے آخر میں مہر ہوتی ہے۔‘‘

پھرانہوں نے وہ حدیث ذکر کی جس میں ہے :

اِنْ خَتَمَ بِآمِیْنَ فَقَدْ أَوْجَبَ . (1)

’’اگراس نے اپنی دعاء کوآمین پرختم کیاتو اپنی دعاء قبول کروالی۔‘‘

آمین کے معنی ومفہوم کی تفصیل کتبِ لغت مثلاً الصحاح للجوھری وغیرہ کے علاوہ کتبِ حدیث وتفسیر مثلاً الترغیب و الترھیب للمنذری ، فتح الباري حافظ ابنِ حجر ، تحفۃ الاحوذي للمبارکپوری ، عون المعبودللعظیم آبادی و شرح السنہ بغوی، تفسیر القرآن لابن کثیر اور تفسیر قرطبی وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے.(2)

---

(1) ابو داؤد مع العون ۲۱٤/۲،فتح الباری حافظ ابنِ حجر عسقلانی ۲٦۲/۲وَ لَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ ،مشکوٰۃ ۲٦۷/۱۔۲٦۸ بتحقیق الشیخ الالبانی وقال بِسَنَدٍ لَیِّنٍ ،المعجم الکبیر للطبرانی ۲۹۷/۲۲ حدیث : ۷٥٦ .

(2) مختار الصحاح رازی (ص:۲۷)،مختصر ابن کثیر رفاعی ۱۸/۱،تفسیر ابن کثیر ۳۱/۱،فتح الباری ۲٦۲/۲،تحفۃ الاحوذی علامہ عبد الرحمن مبارکپوری ٦٥/۲،عون المعبود علامہ شمس الدین عظیم آبادی ۲۰۹/۲۔۲۱۰،تفسیر قرطبی ۹۰/۱/۱،شرح السنہ بغوی بتحقیق الارناؤوط ٦۳/۳،صحیح ابی داؤد للالبانی حدیث:۸٥۸ ،صحیح سنن النسائی للالبانی حدیث:۱۰۱۹ .

آمین کا کہنا سنّتِ رسول اللہ ﷺ سے ثابت، مشروع اور مستحب ہے، اور سورۂ فاتحہ کی تکمیل پر آمین کہنے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں بلکہ تمام آئمہ وفقہاء کا آمین کہنے پر اتفاق ہے، اور آمین امام ومقتدی، اسی طرح مرد وزن سب کے لیئے یکساں ہے، کیونکہ صحیح بخاری ومسلم، ابو عوانہ، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، المنتقیٰ ابن الجارود، سنن کبریٰ بیہقی، مؤطا امام محمد، مسند شافعی، کتاب الأم شافعی، محلّی ابن حزم اور مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

اِذَا أَمَّنَ الْاِمَامُ فَأَمِّنُوْا ، فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. وَقَالَ ابْنُ شِهَاب وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ آمِيْنَ .(3)

’’جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے گئے، اور نبی ﷺ بھی آمین کہا کرتے تھے ۔‘‘

فرشتوں کے بھی آمین کہنے کی صراحت صحیح بخاری شریف، نسائی، ابن ماجہ اور شرح السنّہ میں مذکور ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

(3) شرح السنہ بغوی ٦٠/٣، المحلّی ابن حزم ٢٦٤/٣، ارواء الغلیل للالبانی ٦٢/٢، مشکوٰۃ ٢٦٣/١، ترمذی مع التحفہ ٧٨/٢، ابو داؤد ٢١١/٢۔٢١٢، صحیح النسائی ٢٠١/١، موطا مع تنویر الحوالك ١٠٨/١/١۔١١١، بخاری مع الفتح ٢٦٢، مسلم مع النووی ١٢٨/٤/٢۔١٢٩ .

اِذَا أَمَّـنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوْا ، فَإِنَّ الْمَلَائِکَةَ تُـؤَمِّنُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِکَةَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (4)

''جب قراءت کرنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، بے شک فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی، اس کے پہلے تمام گناہ بخشے گئے''

ایک حدیث میں تو آمین کہنے کا موقع بھی واضح الفاظ میں بتایا گیا ہے، چنانچہ صحیح بخاری ومسلم ، ابو داؤد اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

اِذَا قَـالَ الْإِمَـامُ[غَيْـرِالْـمَـغْـضُـوْبِ عَـلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ] ،فَـقُـوْلُوْا آمِيْنَ،فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلائِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ . (5)

''جب امام [غَيْـرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ] کہے تو تم آمین کہو، جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی، اس کے پہلے تمام گناہ معاف ہو گئے۔''

صحیح مسلم شریف اور ابو داؤد و نسائی کی ایک قدرے طویل حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں، جس کے راوی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں :

وَاِذَا قَـالَ :[غَيْـرِ الْـمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ] فَقُوْلُوْا

---

(4) بخاری ۲۰۰/۱۱،صحیح النسائی ۲۰۱/۱،شرح السنه بغوی ۹۱/۳،صحیح ابن ماجه ۶۹۳ ،مشکوٰۃ ایضاً .

(5) بخاری ۲۶۶/۲،مسلم ۱۲۹/۴/۲،بحواله بالا واللفظ للبخاری ولمسلم نحوه ،صحیح ابی داؤد ۱۷۶/۱،ابو داؤد ۲۰۹/۲ ،صحیح النسائی ۲۰۱/۱ ،صحیح الجامع ۷۰۷ .

آمِّیْنَ ،یُجِبْکُمُ اللّٰہُ...... الخ . (6)

''اور جب[غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ] کہے تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دعاء کو قبول کرے گا۔''

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے طبرانی کبیر میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ:[غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ] ، فَقُوْلُوْا آمِّیْنَ، یُجِبْکُمُ اللّٰہُ. (7)

''جب امام [غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ] کہے تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دعاء قبول کرے گا۔''

مستدرک حاکم میں حضرت حبیب بن مسلم الفہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا :

لَا یَجْتَمِعُ مَلَأٌ،فَیَدْعُوْ بَعْضُہُمْ وَ یُؤَمِّنُ بَعْضُہُمْ اِلَّا أَجَابَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی . (8)

''جب کوئی قوم اکٹھی ہو اور ان میں سے کچھ لوگ دعاء کریں اور کچھ آمین کہیں، تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعاء کو قبول فرماتا ہے۔''

صحیح بخاری ومسلم،مؤطا امام مالك، نسائی اور شرح السنہ بغوی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

اِذَا قَالَ أَحَدُکُمْ [وَلِمُسْلِمٍ ھُنَا:فِي الصَّلوٰۃِ] آمِّیْنَ وَقَالَتِ

---

(6) مسلم ۱۲۰/٤/۲ ومشکوٰۃ ایضاً ،صحیح الترغیب للالبانی ۲۷۸/۱ .

(7) صحیح الترغیب ۲۰٦/۱ حدیث :٦۷۲ .

(8) بحوالہ فتح الباری ۲۰۰/۱۱ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ .

الْـمَلائِـکَةُ فِـي السَّـمَآءِ آمِّیْنَ،فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْأُخْریٰ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ . (9)

’’جب تم میں سے کوئی شخص[صحیح مسلم میں ہے کہ: نماز میں] آمین کہے اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں،ان کی آمین اُن کی آمین سے مل گئی تو گزشتہ تمام گناہ معاف ہوگئے۔‘‘

مصنّف عبد الرزاق میں حضرت عِکرمہ بیان کرتے ہیں :

صُـفُـوْفُ أَهْـلِ الْأَرْضِ عَـلـیٰ صُـفُوْفِ أَهْلِ السَّمَآءِ ، فَإِذَا وَافَقَ آمِّیْنُ فِيْ الْأَرْضِ آمِّیْنَ فِي السَّمَآءِ غُفِرَ لِلْعَبْدِ . (10)

’’زمین پر بنائی گئی [نمازیوں کی] صفیں آسمان پر بنائی گئی [فرشتوں کی] صفوں کے برابر ہوتی ہیں ، اور جب زمین والوں کی آمین آسمان والوں کی آمین سے مل گئی تو اس بندے کی مغفرت ہوگئی۔‘‘

یہ روایت بظاہر تو حضرت عِکرمہؒ کی تفسیر ہے،لیکن بقول حافظ ابن حجرؒ :

وَمِثْلَهٗ لَا یُقَالُ بِالرَّأْيِ . (11)

’’ایسی باتیں اپنی رائے سے نہیں کہی جاتیں[بلکہ اس کی بنیاد میں یقیناً کوئی حدیثِ رسول ﷺ ہوگی]۔‘‘

اِن احادیثِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا بڑی فضیلت والا عمل ہے، وہ نماز سے باہر ہو یا نماز میں ،اکیلا ہو یا مقتدی ہو یا امام،نمازِ پنجگانہ ہو یا جمعہ و جنازہ ،عیدین ہو یا تراویح یا چاہے نمازِ تسبیح ہو،نمازِ چاشت ہو یا

---

(9) بخاری ۲۶۶/۲ ،مسلم ۱۲۹/۴/۲ ،صحیح النسائی ۲۰۲/۱ ،شرح السنه ۹۲/۳ ،موطا ۱۱۱/۱/۱ .

(10) بحواله فتح الباری ۲۶۵/۲ .

(11) الفتح ۲/ ۲۶۵ .

اوّابین، چاہے کوئی دوسری نماز ہواس میں کوئی فرق نہیں، البتہ مالکیہ کے نزدیک امام کوآمین نہیں کہنی چاہیئے، صرف مقتدی ہی کہیں اوران کا استدلال صحیحین، اورمؤطاامام مالک اورابوداؤدنیز دیگر کتب والی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی اس حدیث سے ہے جس میں وہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا: آمِّيْنَ...الخ . (12)

''جب امام[غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ]کہےتوتم آمین کہو .

مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آمین نہ کہے .(13)''

جب کہ دیگرتمام آئمہ وفقہاء کا استدلال صحیحین وسنن وغیرہ کی ان دوسری تمام احادیث سے ہے جن میں ہے :

اِذَا أَمَّنَ الْاُمَامُ فَآمِّنُوْا ..... الخ .

''جب امام آمین کہےتوتم بھی آمین کہو۔''

تمام سابقہ گناہوں کی بخشش :

ان احادیث میں یہ بات بھی آ گئی ہے کہ نمازیوں کی صفیں جس طرح زمین پر ہوتی ہیں اسی طرح ہی فرشتوں کی صفیں آسمان پر ہوتی ہیں اوروہ بھی آمین کہتے ہیں، اورجس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے تمام سابقہ صغیرہ گناہ بخشے گئے، البتہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیرنہیں بخشے جاتے ۔اورابن ماجہ کے بعض غیرمتداول نسخوں اورمصنّف ابن ابی شیبہ میں سابقہ گناہوں کے ساتھ ہی ((وَمَا تَأَخَّرَ)) کے الفاظ

---

(12) حاشیہ نمبر :٥ .

(13) المغنی ابن قدامہ ٢/١٦٠۔١٦١ بتحقیق الترکی .

بھی ہیں کہ آئندہ کے گناہ بھی بخشے گئے ،لیکن یہ الفاظ محدّثینِ کرام کے نزدیک صحیح نہیں ہیں ۔ (14)

پھر یہی کیا کم ہے کہ باادب طریقہ سے محض ایک لفظ آمین کہنے سے پہلے والے تمام صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، یہ بھی تو رحمتِ الٰہی ہے ورنہ اتنا کہنے والا کون سا تیر مارتا ہے ۔

ان احادیث میں جو آیا ہے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق آگئی یا ان کی آمین سے مل گئی اس کے پہلے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں تو ان کی آمین کے باہم موافق آنے یا ملنے کے کئی معنے بیان کیئے گئے ہیں مثلاً :

فرشتوں کے آمین کہنے کے وقت سے نمازیوں کے آمین کہنے کے وقت کا ملنا،اسی طرح آواز اور انداز کا ملنا وغیرہ۔

فرشتوں کا آمین کہنا:

سابق میں ہم نے آمین کہنے کی فضیلت پر مشتمل جو احادیث بیان کی ہیں، ان میں یہ بات بھی آگئی ہے کہ آسمان پر فرشتے بھی زمین کے نمازیوں کے ساتھ ہی آمین کہتے ہیں۔اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق آگئی اس کے سابقہ تمام صغیرہ گناہ بخشے گئے ، یہاں پہلی بات تو وضاحت طلب یہ ہے کہ آسمان کے تمام فرشتے نمازیوں کے ساتھ آمین کہتے ہیں یا کچھ؟

تو اِس سلسلہ میں شارحینِ حدیث میں سے امام نووی شارحِ مسلم اور صاحبِ فتح الباری نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے سبھی فرشتے آمین کہتے ہیں، جب کہ یہ کہا گیا ہے کہ ان سے مراد صرف

(14) فتح الباری ٢٦٥/٢ .

محافظین ہیں سب نہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر ان سے مراد محافظین فرشتے نہیں تو پھر وہ فرشتے مراد ہیں جو باری باری زمین پر نازل ہوتے ہیں، اور جو صحیح تر بات ہے وہ یہ کہ ان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اس نماز میں حاضر ہوتے ہیں وہ زمین پر ہوں یا آسمان پر. (15)

موافقت کا معنٰی:

دوسری بات یہ کہ نمازیوں کی آمین کے فرشتوں کی آمین سے مل جانے یا اس کے موافق آ جانے کا معنی ومفہوم بھی مختلف اہل علم نے الگ الگ بیان کیا ہے، چنانچہ امام ابن حبان نے جب اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا تو ساتھ ہی یہ معنی لکھا کہ اس موافقت سے مراد یہ ہے کہ فرشتوں کے اخلاص سے موافقت ہو جائے .(16)

یہی بات بعض دیگر علماء نے بھی کہی ہے اور فرشتوں کی بعض صفاتِ حمیدہ سے موافقت کا معنی مراد لیا ہے، اور کسی نے کوئی دوسرا معنی بیان کیا ہے، جس کی تفصیل فتح الباری، شرح مسلم نووی، تحفہ الاحوذی اور دوسری شروحِ حدیث میں دیکھی جا سکتی ہے۔ البتہ حافظ ابنِ حجرؒ نے یہ اور دیگر مختلف مفاہیم ومعانی ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ جس معنی کو ترجیح دی ہے وہ یہ کہ اس موافقت سے مراد یہ ہے:

الْمُوَافَقَةُ فِي الْقَوْلِ وَ الزَّمَانِ .

''آمین کہنے کی آواز اور اس کے وقت میں موافقت آ جائے۔''

یعنی بیک وقت بیک زبان اور بیک انداز ہو تو ایسے نمازی کے تمام سابقہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں .

---

(15) فتح الباری ٢/٣٦٥ ،عون المعبود ٢/٢١١ .

(16) الاحسان بترتیب ابنِ حبان بتحقیق الارناؤوط ٥/١٠٦-١٠٧ .

اس قدر ثواب کی حکمت:

البدر بن المنیر نے انداز اور وقت میں فرشتوں کے ساتھ موافقت کرنے کے اس قدر ثواب کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ اس ثواب کے حصول کے لئے نمازی ومقتدی پوری طرح باہوش اور متوجہ رہے، اور غفلت سے کہیں اس وظیفہءآمین کو ادا کرنے میں لحہ بھر کی تقدیم وتأخیر نہ کرنے پائے اور فرشتے چونکہ ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں، غفلت نام کی ان میں کوئی چیز نہیں ہے، لہٰذا جس کی آمین ان کی آمین سے مل گئی وہ گویا کہ نماز میں پوری مستعدی اور توجّہ سے موجود ہے، اور اسی پر اسے یہ اجر وثواب مِلتا ہے۔(17)

آمین سے چِڑنے پر وعید:

آمین کو اس کے آداب کے ساتھ کہنے کا جہاں اس قدر اجر وثواب ہے وہیں یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ بعض احادیث میں آمین کہنے پر چِڑنے والوں کو بھی بڑی سخت وعید سُنائی گئی ہے، چنانچہ الادب المفرد امام بخاری، سنن ابن ماجه ،صحیح ابن خزیمه اور مسند احمد و سراج میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلىٰ شَيْءٌ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلىٰ السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ .

”یہودی تمہارے ساتھ اتنا حسد کسی دوسری بات پر نہیں کرتے جتنا حسد وہ

---

(17) الادب المفرد امام بخاری (ص:٤٣٧)، شرح مسلم نووی ١٣٠/٤/٢ ،فتح الباری ٣٦٥/٢ ،عون المعبود ٢١١/٢، تحفة الاحوذی ٧٩/٢ ، صحیح ابن ماجه للالبانی (ص:٦٩٧)،الصحیحه للالبانی :٦٩١ ، صحیح الترغیب :٥١٥ ، الجامع الصحیح :٥٦١٣ .

تمہارے باہم سلام کہنے اور آمین کہنے پر کرتے ہیں۔''

مسند احمد میں حدیث اس طرح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے یہودیوں کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا :

اِنَّهُمْ لَمْ يَحْسُدُوْنَا عَلٰى شَيْءٍ كَمَا حَسَدُوْنَا عَلَى الْجُمُعَةِ الَّتِيْ هَدَانَا اللّٰهُ لَهَا وَ ضَلُّوْا عَنْهَا ، وَعَلَى الْقِبْلَةِ الَّتِي هَدَانَا اللّٰهُ لَهَا وَضَلُّوْا عَنْهَا ، وَعَلٰى قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ: آمِين. (18)

''وہ ہمارے ساتھ کسی معاملہ میں اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ جمعہ کے بارے میں حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں یہ عطا فرمایا اور وہ اس سے بے بہرہ رہے اور قبلہ وکعبہ کے معاملہ میں بھی کہ انہیں تو وہ نصیب نہ ہوا، البتہ ہمارے مقدّر میں وہ آ گیا، اور امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر بھی وہ بہت حسد کرتے ہیں۔''

اسی موضوع کی ایک دوسری روایت سنن ابنِ ماجہ میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، اس میں ہے :

مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى آمِيْنَ فَأَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ آمِيْن . (19)

''یہودی تمہارے ساتھ کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تمہارے آمین

---

(18) الادب المفرد (ص:٤٣٧) ،مجمع الزوائد علّامه هیثمی ١١٥/٢/١ ،بحواله صحیح الترغیب ٢٧٨/١ ، صفة صلوٰة النبی ﷺ للالبانی ص:٨٣،فتح الباری ٢٠٠/١١ .

(19) ضعیف ابنِ ماجه للالبانی (ص:٦٦) ،فتح الباری ٢٠٠/١١ ،تفسیر ابنِ کثیر ٣١/١ ،ضعیف الجامع الصغیر للالبانی حدیث :٥٠٥٥ .

کہنے پر کرتے ہیں، لہٰذا تم بکثرت آمین کہا کرو۔''

اس روایت کی سند میں ایک راوی طلحہ بن عَمرو ہے جسے محدّثینِ کرام نے ضعیف کہا ہے، لہٰذا یہ سند تو ضعیف ہے. جیسا کہ امام ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے اور محدّث البانی نے اسے ضعیف سنن ابن ماجہ میں وارد کیا ہے، البتہ پہلی حدیث چونکہ اسی معنیٰ و مفہوم کی ہے، لہٰذا یہ روایت نہ بھی ہوتی تو آمین کہنے پر اور کہنے والوں سے چڑنے پر جو وعید اس پہلی روایت میں ہے وہی بات بہت کافی ہے، اور اس موضوع کی صحیح حدیث ہونے کی وجہ ہی ہوگی کہ فتح الباری میں حافظ ابنِ حجر نے حدیث ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو نقل کیا ہے مگر اس پر کوئی کلام نہیں کیا، جبکہ ان کا یہ انداز اس روایت کے حسن ہونے کا پتہ دیتا ہے، لیکن اس روایت سے قطع نظر اصل بات جب صحیح حدیث سے ثابت ہے تو پھر یہ دوسری روایت حسن ہو یا ضعیف السند اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس موضوع کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو کہ معجم طبرانی اوسط میں ہے، جس میں ارشادِ نبوی ﷺ کے الفاظ یوں مروی ہیں :

اِنَّ الْیَهُوْدَ قَدْ سَئِمُوْا دِیْنَهُمْ وَهُمْ قَوْمٌ حُسَّدٌ وَلَمْ یَحْسُدُوْا الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا عَلٰی أَفْضَل ثَلَاثٍ: رَدُّ السَّلَام وَ اِقَامَةِ الصُّفُوْفِ وَقَوْلِهُمْ خَلْفَ اِمَامِهِمْ فِي الْمَكْتُوبَةِ : آمِیْنَ.(20)

''بے شک یہودی اپنے دین سے اکتا چکے ہیں اور وہ بڑی حاسد قوم ہے، اور مسلمانوں سے وہ تین انتہائی فضیلت والی چیزوں پر حسد کرتے ہیں [اور وہ ہیں:]

① سلام کا جواب دینا۔ ② صفیں بنانا۔

③ اور فرض نماز میں امام کے پیچھے آمین کہنا۔''

---

(20) مجمع الزوائد ۱۱۶/۲/۱ وَحَسَّنَهُ .

نسخہء مغفرت وقبولیّت اور امر مصطفیٰ ﷺ:

غرض آمین کہنے سے اور کہنے والوں سے چڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ تو گناہوں کی مغفرت اور قبولیّتِ دعاء کے لیئے ایک نسخہ ہے، جیسا کہ سابق میں ہم احادیث ذکر کرآئے ہیں، انہی میں مستدرک حاکم کی یہ حدیث بھی گزری ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

لا یَجْتَمِعُ مَلَأٌ،فَیَدْعُوْ بَعْضُھُمْ وَیُؤَمِّنُ بَعْضُھُمْ اِلَّا أَجَابَھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ . (21)

’’جب کوئی قوم مل جائے اور ان میں سے بعض دعاء کریں،اور کچھ آمین کہیں تو اللہ اس کی سن لیتا ہے۔‘‘

ایسے ہی صحیح مسلم وابوداؤد والی حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

وَاِذَا قَالَ:غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْنَ،یُجِبْکُمُ اللّٰہُ. (22)

’’جب[امام] غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو ،اللہ تمہاری سن لے گا ۔‘‘

اس میں چڑنے کی بات ہی کیا ہے؟ جب کہ خود نبی اکرم ﷺ آمین کہا کرتے تھے، اور آپ ﷺ نے بصیغۂ امر آمین کہنے کا حکم بھی فرمایا ہے، جیسا کہ ذکر کی گئی احادیث کے الفاظ ہیں :

اِذَا أَمَّنَ الْاِمَامُ فَأَمِّنُوْا ،اِذَا أَمَّنَ الْقَارِیُٔ فَأَمِّنُوْا، وَاِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا: آمِّیْنَ.

---

(21) دیکھئے تخریج نمبر :٨ .

(22) دیکھئے تخریج نمبر :٦

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جب قراءت کرنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو،اور جب امام [غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ] کہے تو تم آمین کہو۔''

اِن سب احادیث میں ((أَمِّنُوْا))اور((قُوْلُوْا))سب امر کے صیغے ہیں اور امر کا صیغہ عموماً وجوب کے لیئے ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض اہلِ علم خصوصاً اہلِ ظاہر نے مقتدی کے لیئے آمین کہنے کو واجب قرار دیا ہے،اور امام ومنفرد کے لیئے مندوب ۔ (23)

یہ تو ہوا بصیغۂ امر نبی اکرم ﷺ کا اِرشاد،جس پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے ۔

عملِ مُصطفیٰ ﷺ:

اب آیئے اس سلسلہ میں خود نبی اکرم ﷺ کا عملِ مبارک بھی کتبِ حدیث سے تلاش کریں، چنانچہ جزء القراءۃ امام بخاری اورابو داؤد و ترمذی میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں :

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ:غَيْرَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ وَقَالَ: آمِّيْنَ،وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ.﴾ (24)

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو﴿غَيْرَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے سُنا،جس کے بعد آپ ﷺ نے آمین کہا اور آواز کو لمبا کھینچا۔''

---

(23) فتح الباری ۲۶٤/۲ ،سبل السلام شرح بلوغ المرام علّامہ صنعانی ۱۷۳/۱ ،نیل الاوطار امام شوکانی ۲٤۹/۲/۱ .

(24) ابو داؤد ۳/ ۲۰۵ وَصَحَّحَهُ الْأَلْبَانِي فِي صِفَةِ الصَّلٰوةِ (ص:۵۳) ،ترمذی ۶۵/۲۔۶۶ ،جزء القراءۃ امام بخاری مترجم اُردو(ص:۱۱۶) ،صحیح ابی داؤد ۱۷۶/۱، ابوداؤد ۱۷۶/۱ ،مسند احمد ۳۱۶/٤ ،تلخیص الحبیر ابن حجر ۲۳۶/۱ ،دار قطنی ۳۳۳/۱۔۳۳٤ ،سنن البیهقی ۵۷/۲ .

اس حدیث کی سند کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے، اور بعض دیگر کبار محدّثین حتّٰی کے علماءِ احناف نے بھی اسے جیّد کہا ہے ۔(25)

ابوداؤد میں ایک دوسرے طریق سے مروی حدیث میں حضرت وائل بن حُجرؓ بیان فرماتے ہیں:

اِنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَهَرَ بِآمِّيْنَ وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ خَدِّهِ. (26)

''انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی ،اور آپ ﷺ نے دائیں بائیں دونوں جانب سلام پھیرا، یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے رخسار کی سفیدی دیکھی ۔''

کتبِ حدیث میں سے صحیح ابنِ حبان ، دار قطنی ، بیہقی اور مستدرك حاكم میں حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: آمِّيْنَ . (27)

''نبی اکرم ﷺ جب سورۂ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔''

اس حدیث کی سند کو دارقطنی نے حسن کہا ہے، اور امام بیہقی نے ان کی تحسین کو برقرار رکھا ہے، اور امام حاکم نے اسے بخاری ومسلم کی شرائط کے مطابق صحیح کہا ہے، اور علاّمہ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ۔ (التلخیص)

(25) دیکھئے سلسله الاحاديث الصحيحه للالبانی ۷۵۵/۱ ،تحفة الاحوذی ۶۸/۲

(26) ابو داؤد ۲۰۸/۳ ، الصحیح ۷۵۵/۱ ،صحیح ابی داؤد ۱۷۶/۱ .

(27) الاحسان ۱۱۲/۵ ،الصحیح ۷۵۳/۱ ،التلخیص الحبیر ۲۳۶/۱/۱ دارقطنی ۱۲۷/۱ ،ابن حبان ٤٦٢ .

لیکن خود علاّمہ ذہبی نے اپنی ضعفاء میں اور حافظ ابنِ حجر نے التقریب میں اس کی سند کے ایک راوی اسحاق بن ابراہیم پر کلام کیا ہے، اور اسے ضعیف کہا ہے . (28)

یہ تو ہوا اس سند کے بارے میں جب کہ یہ حدیث ایک دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جو سنن ابی داؤد اور ابنِ ماجہ میں ہے، وہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَلاَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ: آمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ.

''رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تھے تو آمین کہتے، یہاں تک کہ صفِ اوّل میں آپ ﷺ کے قریب کھڑے لوگ آپ ﷺ کی آواز سنتے تھے۔''

ابنِ ماجہ میں یہ الفاظ بھی ہیں :

﴿ **فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ.** ﴾ (29)

''آمین کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی۔''

جب کہ اس کی سند کو بھی علاّمہ بوصیری نے مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه میں، حافظ ابنِ حجر نے التقریب میں اور علاّمہ البانی نے سلسله الأحاديث الصحيحه میں ابو عبداللہ نامی راوی کے مجہول الحال اور ایک دوسرے راوی بشر بن رافع کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے . (30)

---

(28) الصحيحه ٧٥٤/١ .

(29) ابو داؤد ٢٠٨/٣-٢٠٩، ضعيف ابن ماجه (ص:٦٦) .

(30) التقريب لابن حجر (ص:٦١)، سلسله الاحاديث الصحيحه ٧٥٤/١ .

البتہ حافظ ابن حجر نے ابوعبداللہ کو مقبول قرار دیا ہے .(31)

حدیث کے ان دونوں طرق پر تو کلام کیا ہے، لیکن فی نفسہٖ حدیث صحیح وقوی ہے ، بلکہ مختلف طرق واسانید پر مشتمل ان احادیث کا مجموعہ درجہ صحت کو پہنچ چکا ہے، جیسا کہ کبار محدّثین کرام کی تصریحات ہم نے ذکر کی ہیں۔اوران احادیث کے مجموعی مفاد سے ایک بات جو پوری طرح واضح ہے وہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ کا خود اپنا عملِ مبارک یہ رہا ہے کہ آپ ﷺ سورۂ فاتحہ مکمل کرنے کے بعد آمین کہا کرتے تھے، لہٰذا سورۂ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا جس طرح امرِ نبوی ﷺ ہے ،اسی طرح ہی عملِ مصطفوی ﷺ بھی ہے، جب ان سب احادیث کو بغور دیکھا جائے تو اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ سورۂ فاتحہ کے خاتمہ پر آمین کہنا، نبی اکرم ﷺ کی سنّت ہے، اور کوئی چاہے اکیلا ہو یا امامت کروارہا ہو اور چاہے مقتدی ہو، ہر کسی کے لئے آمین کہنا سنت ہے .

آمین بالجھر بالسِّر کے مذاہب:

اب باری ہے اس موضوع کی کہ آمین بلا آواز کہی جائے یا آواز کے ساتھ یعنی آمین بالجہر سنّت ہے یا آمین بِالسِّر ؟ اور کیا امام ومقتدی سب جہری نمازوں میں جہراً آمین کہیں یا صرف امام ہی جہراً کہے اور مقتدی سرّ اً کہیں؟

اس سلسلہ میں کل تین مذاہب ہیں، دو تو بڑے معروف ہیں، ایک یہ کہ امام و مقتدی سبھی جہری نمازوں میں جہراً آمین کہیں، دوسرا یہ کہ نمازیں سرّی ہوں یا جہری امام ومقتدی سبھی سرّ اً یعنی بلا آواز آمین کہیں .

اور اس سلسلہ میں ایک تیسرا مسلک یہ ہے کہ جہری نمازوں میں صرف امام جہراً آمین کہے مقتدی ہر نماز میں صرف سراً ہی آمین کہیں اور ظاہر ہے کہ ان تینوں میں سے

(31) دیکھئے التقریب (ص:٥٩٧) .

دوتو معروف مسلک ہیں، جہراً آمین والا بھی اور سراً آمین والا بھی، جبکہ کتاب الأم میں امام شافعی اس تیسرے مسلک کے قائل تھے۔(32)

بعض اہلِ علم [شیخ البانی] نے اس مسلک کو پہلے اوسط واعدل مذہب قرار دیا ،لیکن بعد میں حقیقت کھل جانے پر اس سے رجوع کرلیا .(33)

ان کا استدلال بھی انہی احادیث سے ہے جوکہ ابھی ابھی ہم نے ذکر کی ہیں، یا جو اس معنی کی دوسری احادیث بھی ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں:

((رَفَعَ صَوْتَهٗ وَقَالَ:آمِّيْنَ))

اور

((قَالَ آمِّيْنَ يَسْمَعُ مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ))

اور

((قَالَ آمِّيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ))

اور

((فَجَهَرَ بِآمِّيْنَ))

جیسے الفاظ وارد ہوئے ہیں جو امام کے آمین بالجہر کہنے کا پتہ دیتے ہیں۔ جب کہ امام ترمذی ؒ اور دوسرے علماء نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ وہ امام ومقتدی دونوں کے بالجہر آمین کہنے کے قائل تھے، جو کہ دو معروف مذاہب میں سے ایک مذہب ہے .

---

(32) عمدة القاری للعینی ۵۰/٦/۳ .

(33) صفة الصلوٰة (ص:۱۰۲)،الصحیحه ۷۵۵/۱،سلسله الاحادیث الضعیفه للالبانی ۳٦۸/۲۔۳٦۹ وَ الرُّجُوعُ اِلیٰ الْحَقِّ فَضِیْلَة [حق کی طرف رجوع کرنا ہی افضل وضروری ہے] .

آمین بالجہر:

جب کہ اس سلسلہ کے دو معروف مذاہب میں سے ایک یہی ہے کہ سِرّی نمازوں میں تو امام سِرّاً قراءت کرتا ہے، لہٰذا وہ سِرّاً ہی آمین کہے گا، اور مقتدیوں کے لئے بھی چونکہ سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے [جیسا کہ اس موضوع پر مشتمل اپنی کتاب میں ہم تفصیل ذکر کر چکے ہیں.(34)

لہٰذا وہ بھی جب سِرّی نماز میں ہوں تو اختتامِ فاتحہ پر سِرّاً ہی آمین کہیں، البتہ جب نماز جہری ہو، امام بلند آواز سے قراءت کر رہا ہو اور سورۂ فاتحہ کی قراءت مکمّل کرے، تو امام ومقتدی سب مل کر اور بیک زبان ہو کر بآوازِ بلند آمین کہیں، اور آواز بھی ایسی بلند ہو کہ اس میں چیخ وچنگاڑ کا سا انداز نہ ہو بلکہ دھیمے لہجے میں اور بڑے اچھے انداز سے سب مل کر اس طرح آمین کہیں کہ اس سے مسجد میں گونج پیدا ہو جائے ،جیسا کہ ان عرب ممالک کی مساجد میں عموماً مروّج ہے، سوائے ان چندگنی چنی مساجد کے جن میں عرب نمازی نہیں ہوتے اور نہ ہی عرب امام ۔

اس مسلک والوں کا استدلال ان احادیثِ صحیحہ ومرفوعہ اور آثارِ صحابہ سے ہے، جن میں آمین بالجہر کا ذکر وارد ہوا ہے۔ اور یہ جمہورِ اہلِ علم کا مسلک ہے، جیسا کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ والی حدیثِ جہر کے بعد امام ترمذیؒ فرماتے ہیں :

وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ أَنَّ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ

---

(34) "قراءۃ فاتحہ خلف الامام" کے موضوع پر مشتمل ہماری ریڈیائی تقاریر بھی کتابی شکل میں مرتّب ہو چکی ہیں اور عنقریب اسے زیورِ طباعت سے آراستہ کروا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا.ان شاءاللہ۔

صَوْتَهُ بِالتَّأْمِيْنِ وَلَا يُخْفِيْهَا،وَبِهٖ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَ اِسْحَاقُ.(35)

''نبی اکرم ﷺ کے صحابہ وتابعین اور بعد کے کئی اہلِ علم کا قول یہی ہے کہ آدمی بلند آواز سے آمین کہے، آہستگی سے نہیں، امام شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔''

امام نووی اور حافظ ابن حجرؒ نے اسے ہی امام بخاریؒ اور جمہور اہلِ علم کا مذہب قرار دیا ہے.(36)

آمین بالجہر کے دلائل

اس مسلک کی تائید جن دلائل سے ہوتی ہے، ان میں سے بعض احادیث تو ذکر کی جا چکی ہیں، مثلاً :

پہلی دلیل:

جزء القراءۃ امام بخاری اور ابو داؤد و ترمذی میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ وَقَالَ: آمِيْنَ،وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ. (37)

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے سنا، اس کے بعد آپ ﷺ نے آمین کہی اور آواز کو کھینچا۔''

---

(35) ترمذی ٦٨/٢۔٦٩،صحیح الترمذی ٧٩/١ .

(36) الفتح ٢٦٤/٢ ،شرح مسلم ١٣٠/٤/٢

(37) دیکھئے تخریج نمبر :٢٤

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اور بعض کبار محدّثین کے علاوہ متعدّد علماءِ احناف مثلاً شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمۂ مشکوٰۃ میں، ابوالطیب مدنی نے شرح ترمذی میں اور ابن الترکمانی نے الجوھر النقی میں اسے صحیح قرار دیا ہے .(38)

ابوداؤد کی ایک روایت میں صحیح سند کے ساتھ ((رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ)) کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، ایسے ہی ایک دوسری روایت میں ((فَجَهَرَ بِآمِّيْنَ)) کے الفاظ بھی ہیں، جن سے ((وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ)) کی تفسیر وتشریح بھی سامنے آجاتی ہے .(39)

شیخ عبدالحق حنفی نے اللّمعات میں اسے ہی اختیار کیا ہے .

دوسری دلیل:

دوسری دلیل ابوداؤد میں ایک دوسرے طریق سے انہی حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے جس میں ہے :

أَنَّهٗ صَلَّى خَلْفَ الرَّسُوْلِ ﷺ فَجَهَرَ بِآمِّيْنَ.(40)

''انہوں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی۔''

تیسری دلیل:

آمین بالجہر کے قائلین کی تیسری دلیل سنن ابن ماجہ، دار قطنی اور مسند احمد میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے ہی مروی وہ حدیث بھی ہے جس میں فرماتے ہیں :

---

(38) التحفه ٦٨/٢ .

(39) دیکھئے ابو داؤد ٢٠٥/٣ ،تحفة الاحوذی ٦٦/٢_٦٧ .

(40) صحیح ابی داؤد حدیث :٨٢٥ ـ ١٧٦/١ ،نیز دیکھئے تخریج نمبر : ٢٦ .

صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا قَالَ: وَلاَ الضَّآلِّیْنَ،قَالَ: آمِّیْنَ، فَسَمِعْنَاهَا مِنْهُ.(41)

’’میں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ پڑھا، تو آمین کہا اور ہم نے اس کی آواز آپ ﷺ سے سنی۔‘‘

چوتھی دلیل:

ان حدیثوں کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی دو حدیثوں سے بھی ہوتی ہے، جن کی اسناد پر اگرچہ کلام کیا گیا ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، تاہم اس کا جواب بھی دوسرے محدّثین نے دیا ہے، ان میں سے پہلی حدیث صحیح ابن حبان، دارقطنی، بیہقی اور مستدرک حاکم میں ہے، جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَ ةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ آمِّیْنَ.(42)

’’نبی اکرم ﷺ سورۂ فاتحہ کو مکمل کرنے کے بعد بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔‘‘

پانچویں دلیل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث سنن ابوداؤد، ابن ماجہ میں ایک دوسری سند سے مروی ہے، جس میں وہ بیان کرتے ہیں :

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَلاَ: غَیْرِ عَلَیْهِمْ وَلَا

---

(41) صحیح ابن ماجہ ۱۴۲/۱ ،الصحیحہ حدیث: ٤٦٤ ،مشکوٰۃ ۲٦٧/۱ ،التکخیص الحبیر ۲۳۷/۱/۱ ۔

(42) دیکھئے تخریج نمبر : ۲۷ ۔

الضَّآلِّيْنَ، قَالَ: آمِّيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ. [وَزَادَ ابْنُ مَاجَةَ] فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ. (43)

''نبی اکرم ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے تھے، یہاں تک کہ صفِ اول والے آپ ﷺ کے قریب کھڑے نمازی بھی آپ کی آواز سن لیتے تھے۔ [اور ابن ماجہ میں یہ الفاظ بھی ہیں] آمین کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی۔''

اس کی سند کے ایک راوی ابو عبداللہ کے مجہول الحال ہونے اور ایک دوسرے راوی بشر بن رافع پر کلام ہونے کی وجہ سے یہ حدیث درجۂ صحت تک نہیں پہنچتی، البتہ بشر کو بعض نے ضعیف اور بعض نے ثقہ کہا ہے . (44)

جَرح کرنے والوں کی جَرح بھی مبہم ہے مفسّر نہیں اور جس راوی کے بارے میں جَرح مبہم ہو اور ثقہ کہنے والے بھی ہوں تو اس کی بیان کردہ حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے، اور امام ابوداؤد کا سنن میں اور امام منذری کا تلخیص السنن میں سکوت اختیار کرنا بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے، اور دوسرے راوی ابوعبداللہ کو علاّمہ زیلعی نے تو نصب الرایہ میں مجہول کہا ہے، جبکہ حافظ ابنِ حجرؒ نے التقریب میں اسے مقبول کہا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی بیان کردہ حدیث معتبر ہوتی ہے۔

غرض حضرت ابو ہریرہ ص سے مروی یہ دونوں روایتیں اگر چہ متکلّم فیہ ہیں، لیکن درجہ حسن کو پہنچنے والی ہیں، اور اگر انہیں ضعیف بھی مان لیا جائے تب بھی نفسِ موضوع پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ ان سے پہلی حضرت وائل بن حجر ص والی تینوں

---

(43) دیکھئے تخریج نمبر: ۲۹ .

(44) نصب الرایہ علامہ زیلعی ۳۷۱/۱ ،خلاصہ تذهیب الکمال (ص: ۴۱) .

حدیثیں کبار محدّثین کرام کے نزدیک جیّد ہیں ۔

چھٹی دلیل:

قائلینِ آمین بالجہر کی چھٹی دلیل وہ حدیث ہے، جو صحیح سند سے سنن ابن ماجہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں :

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ: وَلَا الضَّآلِّيْنَ ،قَالَ: آمِّيْنَ. (45)

’’ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو پھر آمین کہا۔‘‘

ساتویں دلیل:

قائلینِ جہر کی ساتویں دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

اِذَا قَالَ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، فَقُوْلُوْا: آمِّيْنَ، يُجِبْكُمُ اللّٰهُ. (46)

’’جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو ،اللہ تمہاری سن لے گا۔‘‘

آٹھویں دلیل:

آٹھویں دلیل معجم طبرانی کبیر میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ،جس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

---

(45) صحیح ابن ماجہ ١٤٢/٢/١ .

(46) دیکھئے تخریج نمبر:٦ .

اِذَا قَــالَ الِامَــام:﴿غَيْــرِ الْـمَـغْـضُـوبِ عَـلَيْهِـمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾،فَقُولُوا: آمِّيْنَ،يُجِبْكُمُ اللّٰهُ. (47)

''جب امام﴿غَيْرِ الْـمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہےتوتم آمین کہو،اللہ تمہاری سن لے گا۔''

نویں دلیل:

ان کی نویں دلیل صحیح بخاری ومسلم،ابوداؤداور دیگر کتبِ حدیث میں مروی وہ ارشادِنبوی ہےجس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بقول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِذَا قَــالَ الاِمَــام:غَيْــرِ الْـمَـغْـضُـوبِ عَـلَيْهِـمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ،فَقُولُوا: آمِّيْنَ. (48)

''جب امام﴿غَيْرِ الْـمَـغْـضُـوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہےتوتم آمین کہو۔''

اِن آخری چار حدیثوں میں بلند آواز سے آمین کہنے کی صراحت تو نہیں ہے لیکن امام بخاریؒ نے اس آخری حدیث پر یوں◆ یب کی ہے :

بَابُ جَهْيرِ الْمَأْمُوم بِالتَّأْمِيْنِ.

''مقتدی کے آمین بالجہر کہنے کا بیان۔''

تو گویا امام بخاریؒ نے اس حدیث سے جہر اخذ کیا اور پھر یہ تبویب قائم کی ہے اور یہ جہر کس طرح اخذ کیا ہے ؟

یہ تفصیل فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کردی ہے،جسے دیکھ لینے سے ان چاروں ہی احادیث سے وجہ ٔ استدلال واضح ہوجاتی ہے۔ ◆نچہ البدر ابن المنیر

(47) دیکھئے تخریج نمبر:۷ .

(48) دیکھئے تخریج نمبر:۵ .

سے نقل کرتے ہوئے صاحبِ ''فتح الباری'' اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''امام بخاریؒ کی تبویب سے اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ حدیث میں آمین کہنے کا حکم ہے اور جب کہنے کا خطاب مطلقاً واقع ہو تو اس سے جہراً کہنا مراد ہوتا ہے اور جب اس سے مراد بلا آواز کہنا یا محض تفکّر و تدبّر ہو تو پھر لفظِ قول کو اس کے ساتھ مقیّد کر کے خطاب کیا جاتا ہے۔''

اور ابنِ رشید سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''کہ باب سے اس حدیث کی مناسبت کئی طرح سے ہے، ان میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو، یہاں کہنے کے مقابلے میں کہنا آیا ہے اور امام نے جہراً آمین کہا ہے تو ظاہر بات یہ ہے کہ مقتدی کو بھی امام کے آمین کہنے کی صفت کے مطابق ہی جہراً آمین کہنا ہوگا، اور دوسرے یہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے : آمین کہو''، اور آمین کہنے کے لئے آپ ﷺ نے جہر یا عدمِ جہر کی کوئی قید نہیں لگائی، اور یہ اثبات کے سیاق میں مطلق ہے، اور اس پر جہر کے انداز سے عمل کیا جائے گا، جس کی دلیل وہی حدیث ہے، جسے امام بخاری [بَـابُ جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِيْنِ] یعنی ''امام کے بلند آواز سے آمین کہنے کے بیان'' میں لائے ہیں۔''

ان کے علاوہ بھی بعض مناسبات ذکر کی گئی ہیں جن کی تفصیل دار الافتـــــاء سعـودی عـرب ،مـکتبـه سـلفیه مصر اور بیروت والوں کی شائع کردہ فتح الباری کی جلد دوم کے (ص:۲٦٦۔۲٦۷) پر دیکھی جا سکتی ہے ۔

دسویں دلیل:

اس سلسلہ کی دسویں دلیل صـحـیـح بـخـاری و مسلم ،مؤطا امام

مـالك ،سنن نسائی اور شرح السنه بغوی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،جس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

اِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ [وَلِمُسْلِمٍ هُنَا فِي الصَّلٰوة] آمِين،وَقَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِين،فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْأُخْرىٰ،غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (49)

''جب تم میں سے کوئی [بروایتِ مسلم: نماز میں] آمین کہے اور آسمان میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں،اوران کی آمین آپس میں مل جائے تو پہلے تمام گناہ بخشے گئے۔''

اس حدیث سے بھی وجہِ استدلال وہی ہے جو اس سے پہلے ذکر کی گئی چار ان احادیث سے ہے جن میں ((اِذَا قَالَ الِاَمَامُ......فَقُوْلُوْا)) کہ ''جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو'' کے الفاظ گزرے ہیں۔

گیارہویں دلیل:

اسی طرح صحیح بخاری و مسلم ،سننِ اربعه،مؤطا امام مالك، المنتقیٰ ابن الجارود، صحیح ابی عوانه، سنن کبریٰ بیهقی،مؤطا اما م محمد ،مسند الشافعی، کتاب الأم شافعی، محلّی ابن حزم اورمسنداحمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ایک حدیث ہے،جس کے ایک راوی ابنِ شہاب کہتے ہیں،جیسا کہ بعض کتبِ حدیث میں ہے :

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: آمِّيْنَ. (50)

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے۔''

---

(49) دیکھئے تخریج نمبر :٩ .

(50) دیکھئے حاشیه ٢٤،٢٦،٢٧ ، ٢٩ والی احادیث .

راوی کے ان الفاظ میں بھی اس بات کی دلیل موجود ہے کہ نبی ﷺ بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے، ورنہ انہیں کیسے معلوم ہوتا؟ اور ابن شہاب کے اس قول کو معلّق قرار دیتے ہوئے معلول بھی کہا گیا ہے، لیکن شارحین حدیث نے اس کی تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ قول معلّق نہیں بلکہ متّصل بھی مروی ہے جو کہ مؤطا امام مالک کی روایت سے ظاہر ہے اور یہ مراسیل ابن شہاب سے ہے، اور اس کی تائید بھی دوسری حدیثوں سے ہوتی ہے، اور یہی الفاظ دار قطنی کی الغرائب والعلل میں موصولاً بھی مروی ہیں، لیکن موصول روایت ایک راوی حفص بن عمر کے ضعف کی وجہ سے متکلم فیه ہے .(51)

گیارہویں دلیل:

اسی طرح سنن نسائی، بیہقی، طحاوی اور مستدرک حاکم میں موصولاً اور صحیح بخاری میں تعلیقاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے، جس میں نعیم المجمر بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ وَرَآءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ،ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ:غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ آمِّيْنَ،فَقَالَ: النَّاسُ آمِّيْنَ...الخ .

''میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی اور جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

(51) فتح الباری ٢٦٥/٢ ،تنویر الحوالك سیوطی ١١١/١/١ ، عون المعبود ٢١٢/٣ .

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پر پہنچے، توانہوں نے آمین کہی اور لوگوں نے بھی آمین کہی۔"

بقیہ نماز کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اس حدیث کے آخر میں مذکور ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَأَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم.(52)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں تم سب کی نسبت نماز پڑھنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ ہوں۔"

ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب بلند آواز سے آمین کہی اور دوسرے صحابہ نے بھی اسی طرح آمین کہی تبھی حضرت نعیمؒ نے سنی ،اور پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آخری کلمات کہ میں تم سب کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں، اس حدیث کے حکماً مرفوع ہونے کا پتہ دیتے ہیں، اور ساتھ ہی آمین بالجہر کا بھی .

(52) بخاری ٢٦٦/٢_٢٦٧ ،و بحوالہ تحفة الاحوذی ٦٧/٢ وَقَالَ :وَاِسْنَادُہ صَحِيْحٌ ،بیھقی ٥٨/٢ ،طحاوی ص:١١٧ ،مستدرك حاكم ٣٥٧/١ .

آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم

مذکورہ بالا بارہ احادیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مقتدیوں کو جہری نمازوں میں آمین بھی بلند آواز سے کہنی چاہیئے اور بکثرت صحابہ کرام ﷺ کا عمل بھی آمین بالجہر ہی تھا، جیسا کہ کئی آثارِ صحابہ سے پتہ چلتا ہے ۔

① اثرِ اول:

صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً اور مصنف عبدالرزاق، بیہقی اور کتاب الأم شافعی میں موصولاً مروی اثر میں امام عطاءؒ فرماتے ہیں :

آمِیْـنَ، دُعَآءٌ، أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَمَنْ وَرَآئَهُ حَتّٰی أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةٌ. (53)

’’آمین ایک دعاء ہے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آمین کہی، اوران کے پیچھے نماز پڑھنے والوں نے بھی آمین کہی، یہاں تک کہ مسجد گونج اُٹھی ۔‘‘

امام نوویؒ نے کہا ہے کہ جب امام بخاریؒ صیغۂ جزم کے ساتھ کوئی روایت تعلیقاً بیان کریں تو وہ ان کے اور دیگر محدّثین کے نزدیک صحیح ہوتی ہے ۔ (54)

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ ابن جریج کہتے ہیں، میں نے امام عطاءؒ سے پوچھا:

أَکَانَ ابْنُ الزُّبَیْرِ یُؤَمِّنُ عَلٰی اِثْرِ أُمِّ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: نَعَمْ

---

(53) بخاری ۲/۲۶۲ .

(54) بحوالہ الفتح الربانی ترتیب مسند احمد الشیبانی، علامہ احمد عبد الرحمن البنّا ۳/۲۰۶ .

وَيُؤَمِّنُ مَنْ وَرآئَهُ، حَتّٰى أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةٌ، ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا آمِّيْنَ دُعَآءٌ. (55)

''کیا حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، اوران کے پیچھے والے بھی آمین کہا کرتے تھے، یہاں تک کہ مسجد گونج جاتی تھی، پھر فرمایا: آمین ایک دعاء ہے۔''

② اثرِ دوم:

کتاب الأم امام شافعیؒ، سنن کبری بیہقی میں امام عطاءؒ فرماتے ہیں :

كُنْتُ أَسْمَعُ الْأَئِمَّةَ، ابْنَ الزُّبَيْرِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: آمِّيْنَ، وَيَقُوْلُوْنَ مَنْ خَلْفَهُ آمِّيْنَ حَتّٰى أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةٌ. (56)

''میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اوران کے بعد والے آئمہ کو سنتا رہا ہوں کہ وہ آمین کہتے تھے اوران کے پیچھے والے بھی آمین کہتے تھے، یہاں تک کہ مسجد جاتی تھی۔''

③ اثرِ سوم:

سنن کبریٰ بیہقی اور الثقات ابن حبان میں حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں :

أَدْرَكْتُ مِائَتَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِذَا قَالَ الْإِمَامُ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ، سَمِعْتُ لَهُمْ لَجَّةً بِآمِّيْنَ. (57)

---

(55) فتح الباری ۲/۲۶۲، تحفة الاحوذی ۲/۶۸ نَقْلاً عَنْ عمدة القاری للعینی .

(56) تحفة الاحوذی ۲/۶۸ .

(57) فتح الباری ۲/۲۶۷، تحفة الاحوذی ۲/۶۸-۶۹، التعلیق الممجد علیٰ مؤطا امام محمد، علامه عبد الحیؒ لکھنوی حنفی ص:۱۰۵ .

’’میں نے اس مسجد میں دوسو (۲۰۰) اصحابِ رسول ﷺ کو پایا ہے کہ وہ امام کے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن﴾ پڑھنے کے بعد آمین کہتے تھے، جس سے مسجد گونج جاتی تھی۔‘‘

④ اثرِ چہارم:

صحیح بخاری میں تعلیقاً اور کتاب الأم شافعی میں موصولاً حضرت ابوہریرہؓ کے بارے میں مروی ہے :

وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْـــرَةَ ص يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَقَدْ قَامَ الْإِمَامُ فَيُنَادِيْهِ فَيَقُوْلُ: لاَ تَسْبِقْنِيْ بِآمِّيْنَ.

’’حضرت ابوہریرہؓ ایسے میں مسجد کے اندر آتے کہ امام نماز کے لئے کھڑا ہو چکا ہوتا تو وہ اس سے مخاطب ہو کر فرماتے کہ آمین کہنے میں مجھ سے سبقت نہ لے جانا۔‘‘

امام بخاری کے الفاظ ہیں:

لاَ تَفُتْنِيْ بِآمِّيْنَ. (58)

’’مجھے آمین کہنے کے ثواب سے محروم نہ کرنا۔‘‘

⑤ اثرِ پنجم:

آمین بالجہر کے سلسلہ میں ایک پانچواں اثر صحیح بخاری میں تعلیقاً اور مصنف عبد الرزاق میں موصولاً مروی ہے، جس میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كَانَ ابْنُ عُمَرَ لاَ يَدَعُهُ ، وَيَحُضُّهُمْ وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِي ذٰلِكَ خَيْراً. (59)

---

(58) صحیح بخاری ۲٦۲/۲ ، کتاب الام امام شافعیؒ ۱۸۷/۷ .

(59) بخاری مع الفتح ۲٦۲/۲ .

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آمین کہا کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کو اس کی ترغیب دلایا کرتے تھے، اور میں نے سنا ہے کہ وہ آمین کی خیر و برکت بتایا کرتے تھے۔''

کشمیہنی کی روایتِ بخاری میں تو ((خَیْراً)) ہی ہے جس کا معنیٰ اجر وثواب ہے، جب کہ دوسرے نسخۂ بخاری کے یہاں ((خَبْراً)) ہے جس کا معنی کوئی مرفوع حدیث ہے .

⑥ اثرِ ششم :

ان مذکورہ الفاظ سے وہ اس روایت کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے، جس میں ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا أَمَّنَ النَّاسُ أَمَّنَ مَعَهُمْ وَيَرىٰ ذٰلِكَ فِي السُّنَّةِ. (60)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما لوگوں کے ساتھ مل کر آمین کہا کرتے تھے، اور اسے سنت سمجھتے تھے۔''

ان تمام آثار میں صحابہ کرام کے بلند آواز سے آمین کہنے کا ذکر وارد ہوا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے یہاں بھی آمین بالجہر بکثرت مروج تھی .

---

(60) بحواله الفتح ٢/٢٦٣ .

اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم

بعض اہلِ علم نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ صحابہ وتابعین کرام کا حضرت ابو ہریرہؓ کے پیچھے آمین بالجہر کہنا ثابت ہوگیا ہے، جیسا کہ حضرت ابونعیم والی حدیث ذکر کی جا چکی ہے، اور کسی صحیح سند سے کسی بھی صحابی سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اس نے بلا آواز آمین کہی ہو، اور نہ ہی کسی صحابی سے یہ ثابت ہے کہ اس نے بلند آواز سے آمین کہنے والوں پر نکیر کی ہو، تو گویا اصولِ فقہ حنفی کی رو سے تو آمین بالجہر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت ہوگیا، کیونکہ احناف کا کہنا ہے کہ ایک حبشی بئرِ زمزم میں گر کر مرگیا تو حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کا سارا پانی نکال دیا جائے اوران کا یہ فتویٰ صحابہ کرام کی موجودگی میں صادر ہوا، اور کسی بھی صحابی نے ان پر نکیر نہیں کی، تو یہ اس بات پر اجماع ہوا، اوران کے اسی اصول کی رو سے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے ہی مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بلند آواز سے آمین کہی اور ان کے ساتھ دوسرے صحابہ نے بھی ایسے ہی کیا، اور کسی نے بھی اس معاملہ میں ان پر نکیر نہیں کی بلکہ ان سب نے بھی ان کے ساتھ اتفاق کیا، اور سب نے مل کر اس طرح آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔ تو یہ بھی آمین بالجہر پر گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا . (61)

---

(61) تحفة الاحوذی ٦٩/٢ .

آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم

صحابہ وتابعین کے بعد آئمہ میں سے امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہؒ بھی آمین بالجہر کے قائل تھے، جیسا کہ امام ترمذیؒ کے حوالے سے ذکر کیا جاچکا ہے اور علاّمہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے :

سُئِلَ الشَّافِعِيُّ عَنِ الْإِمَامِ هَلْ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِآمِّيْنَ، قَالَ: نَعَمْ وَيَرْفَعُ بِهَا مَنْ خَلْفَهُ أَصْوَاتَهُمْ...وَلَمْ يَزَلْ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَيْهِ. (62)

''امام شافعیؒ سے پوچھا گیا کہ آیا امام بلند آواز سے آمین کہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں اور پیچھے والے بھی بلند آواز سے آمین کہیں، اور اہلِ علم کا ہمیشہ اسی پر ہی عمل رہا ہے۔''

انہوں نے زاد المعاد میں بھی آمین بالجہر کے سنتِ نبوی ﷺ اور عملِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہونے کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ (63)

---

(62) بحوالہ سابقہ ،نیز دیکھیۓ المغنی ۲/۱۶۰ ـ ۱۶۲ .

(63) زاد المعاد ابن قیم ۱/۲۰۷ .

محقّقین علماء وفقہاءِ احناف

آمین بالجہر کی احادیثِ مرفوعہ اور آثارِ صحابہ ﷺ کی صحت وقوت ہی کی وجہ سے محقّقین علماء وفقہاءِ احناف بھی آمین بالجہر کو ترجیح دیتے ہیں، اور اسے سنّت قرار دیتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں کبار علماءِ احناف میں سے :

① حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلویؒ کا وہ فتوٰی بہت معروف ہے جو انہوں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت کے بارے میں صادر فرمایا تھا [جس کا قدرے تفصیلی تعارف بھی ہم قراءۃِ فاتحہ کے موضوع پر مشتمل اپنی ایک دوسری کتاب میں کروا چکے ہیں] اس میں سکتاتِ امام میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی تجویز کے بعد فرماتے ہیں:

(وہرگاہ امام بآمین برسد ہمہ مقتدی آمین بگویند بِالْمَدِّ وَ الْجَہْرِ آمین، ودریں باب ہم درصحیح امام بخاری حدیثے وارد .) (64)

ترجمہ: ’’جب امام آمین تک پہنچے تو تمام مقتدی بھی آواز کو بلند کر کے اور کھینچ کر آمین کہیں، اور اس سلسلہ میں صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے‘‘.

② یہاں افادۂ عام کے لیئے ذکر کرتے جائیں کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی کے بھتیجے اور معروف عالم ومجاہد شاہ اسماعیل شہیدؒ نے رفع الیدین کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے ’’تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین‘‘ اس میں آمین بالجہر کے بارے میں لکھا ہے:

---

(64) ص: ٣٤ اَز فتاویٰ اولیاءِ کرام و فقہاءِ عظام دربارہ قراءۃ سورۃ فاتحہ خلف الامام .

وَالتَّحْقِيْقُ أَنَّ الْجَهْرَ بِالتَّأْمِيْنِ أَوْلىٰ مِنْ خَفْضِهٖ لِأَنَّ رِوَايَةَ جَهْرِهٖ أَكْثَرُ وَأَوْضَحُ مِنْ خَفْضِهٖ . (65)

''اور تحقیق یہ ہے کہ آہستہ آواز کی نسبت بلند آواز سے آمین کہنا اولیٰ و بہتر ہے، کیونکہ بلند آواز والی حدیث آہستہ آواز والی روایت سے زیادہ واضح و اکثر صحابہ سے مروی ہے۔''

③ ان سے بہت پہلے ایک حنفی عالم، بلکہ فتاویٰ شامیہ (۳۸۸/۴) کے مطابق مجتہد، امام ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے :

وَلَوْ كَانَ اِلَيَّ فِي هٰذا شَيْءٌ لَوَفَّقْتُ بِأَنَّ رِوَايَةَ الْخَفْضِ يُرَادُ بِهَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِيْفِ وَرِوَايَةُ الْجَهْرِ بِمَعْنىٰ: قَوْلِهَا فِي زِيْرِ الصَّوْتِ وَذَيْلِهٖ. يَدُلُّ عَلىٰ هٰذا مَافِي ابْنِ مَاجَةَ: كَانَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اِذَا تَلاَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ آمِّيْنَ، حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ. (66)

''اگر اس مسئلہ کا حل مجھ سے پوچھا جائے تو میں دونوں طرح کی احادیث میں یوں مطابقت وموافقت پیدا کروں کہ آہستہ آواز والی احادیث سے مراد کڑک دار آواز نہ نکالنا ہے جبکہ جہری و بلند آواز والی احادیث کا معنی ہے، دھیمی اور نرم سی آواز سے آمین کہنا، اور اس پر نبی ﷺ کی وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو ابن ماجہ میں ہے، جس میں ہے کہ جب آپ ﷺ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے، یہاں

---

(65) تنویر العینین ص: ۷۱ و بحواله سابقه ص: ۳٦ حاشیه .

(66) فتح القدیر ۱۱۷/۱ .

تک کہ صف اول میں آپ ﷺ کے قریب کھڑے لوگ آپ ﷺ کی آواز سن لیتے اور آمین کی آواز سے مسجد گونج جاتی۔''

④ علّامہ عبدالحی لکھنوی بھی کبار علماءِ احناف میں سے ہیں، انہوں نے بھی اپنی متعدد کتب میں آمین بالجہر کی حدیث کو قوی تر قرار دیا ہے چنانچہ التعلیق الممجد علیٰ مؤطا امام محمد میں موصوف لکھتے ہیں :

اَلْاِنْصَافُ أَنَّ الْجَهْرَ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيْلِ . (67)

''انصاف کی بات تو یہ ہے کہ دلیل کے اعتبار سے جہراً آمین کہنا ہی قوی ہے۔''

یہی بات انہوں نے اپنے فتاویٰ میں بھی لکھی ہے ۔ (68)

السعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں لکھتے ہیں :

لَقَدْ طُفْنَا كَمَا طُفْتُمْ سِنِيْناً بِهٰذَا الْبَيْتِ طَهَراً جَمِيْعُنَا فَوَجَدْنَا بَعْدَ التَّأَمُّلِ وَالْإِمْعَانِ أَنَّ الْقَوْلَ بِالْجَهْرِ بِآمِّيْنَ هُوَ الْأَصَحُّ لِكَوْنِهٖ مُطَابِقاً لِمَا رُوِيَ عَنْ سَيِّدِ بَنِي عَدْنَانَ وَرِوَايَةُ الْخَفْضِ عَنْهُ ضَعِيْفَةٌ لا تُوَازِي رِوَايَاتِ الْجَهْرِ وَأَيُّ ضَرُوْرَةٍ دَاعِيَةٍ إِلىٰ حَمْلِ رِوَايَاتِ الْجَهْرِ عَلىٰ بَعْضِ الْأَحْيَانِ أَوْ الْجَهْرِ لِلتَّعْلِيْمِ ،مَعَ عَدَمِ وُرُوْدِ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فِي رِوَايَةٍ،وَالْقَوْلُ بِأَنَّهٗ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ الْأَمْرِ أَضْعَفُ،لِأَنَّ الْحَاكِمَ قَدْ صَحَّحَهُ مِنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَهُوَ اِنَّمَا أَسْلَمَ

---

(67) التعلیق الممجد ص: ۱۰۵ .

(68) فتاویٰ مولانا عبد الحیٔ لکھنوی ۱/۱۷۵، ۲/۲۷۰ .

فِي أَوَاخِرِ الْأَمْرِ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ حَجْرٍ فِي فَتْحِ الْبَارِي. (69)

''ہم نے بھی تمہاری طرح سالہا سال سے اس گھر کا طواف کرنا شروع کر رکھا ہے، اور طویل تامل اور گہرے غور وفکر کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جہری آواز سے آمین کہنا ہی زیادہ صحیح ہے، کیونکہ بنو عدنان کے سردار [حضرت محمد ﷺ] سے مروی حدیث کے مطابق یہی ہے اور آہستگی سے آمین والی روایت ضعیف ہے۔ جو کہ بلند آواز والی روایت کا مقابلہ نہیں کرسکتی، لہٰذا جہر والی احادیث کو کبھی کبھار، یا تعلیم پر محمول کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جبکہ کسی حدیث میں ایسی کوئی بات وارد نہیں ہوئی۔ اور یہ کہنا کہ جہر کا حکم شروع شروع میں تھا۔ یہ ضعیف تر قول ہے، کیونکہ امام حاکم نے حضرت وائل بن حجر صوالی حدیثِ جہر کو صحیح قرار دیا ہے اور وہ نبی ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے آخر میں مسلمان ہوئے تھے، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔''

⑤ شیخ عبدالحق دہلویؒ اپنی کتاب مدارج النبوّۃ میں لکھتے ہیں:

[ودر آخرِ فاتحہ آمین میگفت درنماز جہری بجہر ودر سرّی بہ خفیہ]. (70)

ترجمہ: ''نبی ﷺ جہری قراءت والی نماز میں جہراً آمین کہتے تھے، اور سرّی نماز میں سرّاً یا خفیہ۔''

⑥ علّامہ سراج احمد سرہندی کا شمار بھی کبار علماءِ احناف میں ہوتا ہے، انہوں نے بھی شرح ترمذی میں فرمایا ہے:

أَحَادِيْثُ الْجَهْرِ بِالتَّأْمِيْنِ أَكْثَرُ وَ أَصَحُّ. (71)

---

(69) السعایہ ۱۳٦/۱، فتح الباری ۲٦٤/۲، تحفة الاحوذی ٦٨/۲، آمین بالجهر مولانا نور حسین گھرجاکھی ص: ۲٦ .

(70) مدارج النبوة ص: ۲۰۱ بحواله آمین بالجهر ص:۲٦ .

(71) بحواله ابکار المنن علامه عبد الرحمن مبارکپوری ص:۱۸۱

''جہراً آمین کہنے کا پتہ دینے والی احادیث اکثر اور صحیح تر ہیں۔''

⑦ امیر ابن الحاج نے بھی آمین بالجہر کو صحیح قرار دیا ہے .(72)

⑧ مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی نے اپنی کتاب ارکان الاسلام [ارکانِ اربعہ] میں آمین بالجہر کو سنّت قرار دیا ہے .(73)

⑨ رَدُّ المحتار حاشیہ دُرِّ مختار سے پتہ چلتا ہے کہ علاّمہ طحاویؒ نے بھی آمین بالجہر کے سنّت ہونے کا اعتراف کیا ہے.(74)

⑩ ابن الترکمانی ماوردی نے اگرچہ آمین بالسّر کی ضعیف حدیث کو صحیح کہہ دیا ہے، تاہم انہوں نے آمین بالجہر کی حدیث کو بھی صحیح مانا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

اَلصَّوَابُ أَنَّ الْخَبَرَيْنِ بِالْجَهْرِ وَالْمَخَافَةِ صَحِيْحَانِ. (75)

''صحیح بات تو یہ ہے کہ جہراً اور خفیہ آمین کہنے والی دونوں احادیث ہی صحیح ہیں۔''

⑪ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے سبیل الرشاد (ص: ٢٠) اور فتاویٰ رشیدیہ (ص: ٧٢) میں آمین بالجہر کو سنت قرار دیا ہے .

⑫ علاّمہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں آمین بالجہر کی متعلقہ حدیثِ وائل رضی اللہ عنہ کے تمام طرق ذکر کیئے ہیں، اور کسی پر کوئی کلام نہیں کیا جو ان کے نزدیک اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے .(76)

⑬ علاّمہ بدر الدین عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں

---

(72) التعلیق الممجد ص:١٠٥ .

(73) بحوالہ آمین بالجھر ص: ٢٦

(74) رد المحتار اور بحوالہ سابقہ

(75) الجوھر النقی ص:٥١ و بحوالہ عمدۃ القاری ٥١/٦/٢ وآمین بالجھر ایضاً

(76) نصب الرایہ ٣٧٠/١ـ٣٧١ .

آمین بالجہر کی حدیث کوتقریباً صحیح مانا ہے. (77)

⑭ یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رکھیں کہ آمین بالجہر میں پایا جانے والا اختلاف محض اس کے افضل یا غیرِ افضل ہونے میں ہے کہ جہراً افضل ہے یا سِرّاً جب کہ آمین کہنے کے محض جواز میں کوئی اختلاف نہیں، جیسا کہ علاّمہ عینی نے عمدۃ القاری (۵۳/۶/۳) میں اور مولانا منظور احمد نعمانی نے اپنی کتاب معارف الحدیث مطبوعہ لکھنؤ جلد سوم (ص:۲۶۴) پر اس بات کی وضاحت کی ہے. (78)

⑮ ان کبار علماءِ احناف کے ساتھ ہی ہم یہاں مشہور ومعروف بزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کا نظریہ بھی آپ کے سامنے پیش کیئے دیتے ہیں تا کہ پیر جیلانی ؒ کے مریدانِ باصفا کے لیئے مشعلِ راہ بنے، چنانچہ انہوں نے اپنی معروف کتاب غنیة الطالبین (ص:۲۲-۲۳) [مترجم اردو نفیس اکیڈمی کراچی] میں ہیئاتِ نماز بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَالْجَهْرُ بِالْقِرَاءَ ةِ وَآمِّيْنَ وَالاِسْرَارِ بِهِمَا. (79)

’’قراءت وآمین میں جہر [جہری نمازوں میں] اور سرّ [سرّی نمازوں میں] ‘‘

⑯ ایسے ہی مولانا نور حسین گھرجاکھیؒ نے اپنے رسالہ آمین بالجہر کے (ص:۲۱-۲۲) پر لکھا ہے :

---

(77) عمدة القاری ۵۳/۶/۳ .

(78) معارف الحدیث مولانا منظور احمد نعمانی ۲۶۴/۳ .

(79) ص: ۲۲ مع اردو ترجمه مولانا راغب رحمانی ،نیز دیکھیۓ راہِ سنّت مولانا محمد صدیق سرگودھوی ص:۴۸ ،و هفت روزه الاعتصام ۲۴/۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء .

محی الدین ابن عربی آمین بالجہر کے قائل تھے ۔ (80)

⑰ امام غزالی آمین بالجہر کو سنّت قرار دیتے ہیں. (81)

⑱ احادیث آمین بالجہر کے اثبات میں هـدایه مرغینانی مترجم جلد ا (ص:۳۶۵) یعنی آمین بالجہر کی احادیث فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ میں بھی ایک خاص جگہ پر جمع کردی گئی ہیں ۔

ہدایہ میں ہے: آمین مُہرِ قبولیّت ہے .(82)

⑲ یہی حدیثیں شرح وقایه میں بھی ہیں ۔ (83)

یعنی شرح وقایه میں بھی آمین بالجہر کی احادیث موجود ہیں ۔

⑳ مقتدی امام کی آواز سن کر آمین کہیں ۔ (84)

امام کی آواز سن کر مقتدیوں کے آمین کہنے سے آمین بالجہر کا پتہ چلتا ہے، اور وہ جہر بھی کتنا، اس کی وضاحت بھی درِّ مختار میں یوں آئی ہے : ایک دو آدمیوں نے سنا تو جہر نہ ہوگا، جہر اس کو کہتے ہیں کہ سب سنیں. (85)

ان علماء وفقہاء میں سے شاہ اسماعیل شہید اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہما اللہ کو چھوڑ کر باقی سب علماءِ احناف ہیں. اور ان سب کی تصریحات اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ بلند آواز سے آمین کہنا ہی صحیح تر مسلک ہے کیونکہ از روئے دلیل یہی قوی تر بھی ہے، اور یہی سنّت ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

---

(80) آمین بالجهر ص: ۲۱-۲۲ ۔ (81) احیاء العلوم غزالی ۔

(82) هدایه مترجم جلد ۱ ص:٣٦٤

(83) نور الهدایه ترجمه شرح وقایه ص:۹۷ ۔

(84) در مختار مترجم جلد ۱ ص: ۲۳۰ ۔

(85) در مختار جلد ۱ ص: ۲۴۹ نقلاً از آمین بالجهر ص: ۲۱-۲۲ ۔

مانعینِ جہر کے دلائل

اس فریقِ اول یعنی قائلینِ آمین بالجہر کے برعکس فریقِ ثانی کا اختیار یہ ہے کہ آمین بلند آواز سے نہیں بلکہ امام ومقتدی جہری نمازوں میں بھی سِرّاً ہی آمین کہیں اور اپنے اس اختیار یا مسلک پر وہ متعدّد روایات سے استدلال کرتے ہیں :

پہلی دلیل:

ان کی پہلی دلیل وہ روایت ہے جو سنن ترمذی ،دار قطنی ،طیالسی ،مستدرك حاکم، مسندابی یعلی وطبرانی میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، جس میں وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ ختم کی تو آمین کہی ۔

آگے وہ اس روایت میں آمین کہنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ. (86)

''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھیمی آواز سے آمین کہی۔''

اس روایت سے عدمِ جہر پر استدلال کے صحیح نہ ہونے کی وجوہات

اس روایت سے عدمِ جہر پر استدلال کئی وجوہات کی بناء پر صحیح نہیں ہے :

---

(86) ترمذی ۷۰/۲ ،عمدة القاری ۳/ ۶/ ۵۱ ،مستدرك حاکم ۲۵۳/۲ ،مسند احمد ۳۱۶/٤ ،دار قطنی ۳۳٤/۱/۱ ،منحة المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داؤد ،علامہ احمد عبدالرحمن البنّا ۹۲/۱/۱ ،نصب الرایہ ۳۷۹/۱ ،عون المعبود ۲۰۶/۳ .

اوّلاً :

اس لئے کہ ((خَـفَـضَ بِهَا صَوْتَهٗ)) کے الفاظ سے شعبہ سے مروی یہ روایت صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح سفیان والی وہ روایت ہے جو فریقِ اوّل کے دلائل کے ضمن میں ((رَفَـعَ بِهَـا صَوْتَهٗ))،((مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ)) اور((فَـجَهَرَ بِآمِّيْنَ)) کے الفاظ سے گزری ہے، یہی وجہ ہے کہ خود امام ترمذی نے بھی جب اس روایت کو ذکر کیا تو ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا :

سَمِعْتُ مُحَمَّداً[يَعْنِي الْبُخَارِيَّ] يَقُوْلُ حَدِيْثُ سُفْيَانَ أَصَحُّ مِـنْ حَـدِيْـثِ شُـعْبَةَ فِـي هٰـذَا،وَأَخْـطَأَ شُعْبَةُ فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْحَدِيْثِ......الخ (87)

’’میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس مسئلہ میں سفیان والی حدیث، شعبہ کی روایت سے زیادہ صحیح تر ہے،اور شعبہ نے اس حدیث میں کئی جگہ غلطی کی ہے۔‘‘

آگے امام ترمذیؒ نے ان تین مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے، جہاں شعبہ سے خطاء سرزد ہوئی ہے جن میں سے ہی ((مَـدَّ بِهَا)) کی جگہ ((خَـفَـضَ بِهَا)) کہنا بھی ہے ۔

ایسے ہی امام دارقطنی نے اپنی سنن میں اسے روایت کرنے کے بعد لکھا ہے :

وَيُقَـالُ أَنَّهٗ[أَيْ شُعْبَةَ] وَهِمَ فِيْهِ لِأَنَّ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَمُحَمَّدَ بْـنَ سَـلَـمَةَ بْـنِ كُهَيْـلٍ وَغَيْـرَهُمَا رَوَوْهُ عَنْ سَلَمَةَ فَقَالُوْا: وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ بِآمِّيْنَ، وَهُوَ الصَّوَابُ. (88)

’’اور کہا جاتا ہے کہ شعبہ کو اس معاملہ میں وہم ہوا ہے کیونکہ سفیان ثوریؒ اور

---

(87) ترمذی ۲/۷۰ .

(88) دار قطنی مع التعلیق المغنی علامہ شمس الحق عظیم آبادی ۱/۱/۳۳۴ .

محمد بن سلمہ بن کہیل وغیرہ نے سلمہ سے روایت بیان کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی، اور یہی صحیح وصواب ہے۔"

علاّمہ زیلعی حنفی نے نصب الرایہ میں امام دارقطنی کی اس جرح کو بھی نقل کیا ہے، اور مزید لکھا ہے کہ امام بیہقی نے معرفہ السنن والآثار میں لکھا ہے:

"کہ خود شعبہ کہا کرتے تھے کہ سفیان کا حافظہ مجھ سے زیادہ تیز ہے، اور امام بیہقی [کما في اعلام الموقعین لابن قیمؒ، بحوالہ عون المعبود ۲۰۷/۳] یحییٰ القطان اور یحییٰ بن معین کا کہنا ہے کہ جب شعبہ اور سفیان کی روایت میں کوئی اختلاف ہو تو سفیان کی بات معتبر ہوگی، اور اس بات پر امام بخاری اور ایسے ہی دوسرے تمام حفّاظِ حدیث کا اجماع ہے کہ آہستہ آمین کہنے کے بیان پر مشتمل روایت میں شعبہ سے غلطی ہوئی ہے کیونکہ یہ روایت متعدد دوسرے طرق سے بھی مروی ہے جن میں آمین بالجہر کا ذکر آیا ہے"۔

آگے جا کر علاّمہ زیلعیؒ نے العلل الکبیر ترمذی سے نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے:

"اس خطاء اور احفظ وغیر احفظ کے علاوہ آہستہ آمین کے ذکر پر مبنی اس روایت کی سند میں انقطاع بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ اس کی سند میں شعبہ، حجر عن علقمہ بن وائل عن ابیہ کے طریق سے بیان کرتے ہیں، جبکہ امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے پوچھا کہ کیا علقمہ نے اپنے والد ماجد حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے حدیث سُنی ہے؟ تو امام بخاریؒ نے ان کے سماع کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ علقمہ تو اپنے والد کی وفات کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے، لہٰذا ان کا سماع کیا ہوگا؟ (89)

---

(89) نصب الرایہ ۳۶۶/۱-۳۷۰۔

جب شعبہ کی بیان کردہ روایت کا یہ عالم ہے تو اس سے استدلال کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ اور نصب الرایہ کے محشّی نے اس عِلّت کا دفاع ذکر کیا ہے، لیکن صرف اس ایک علّت کے دفاع سے کیا ہوتا ہے؟ جب کہ اس سے کئی وجوہات کی بناء پر استدلال صحیح نہیں ہے .

شعبہ کی طرف خطاء کی نسبت کے اسباب:

آہستہ آمین والی اس ایک روایت میں شعبہ کی چار اخطاء محدّثینِ کرام رحمہم اللہ نے ذکر کی ہیں، جنہیں امام ترمذی نے اپنی سنن میں یحیٰ القطان سے نقل کرتے ہوئے علاّمہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں، علاّمہ مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی میں اور علاّمہ ابن قیّمؒ نے تہذیب معالم السنن میں بیان کیا ہے .(90)

اگر کوئی کہے کہ شعبہ اور سفیان ثوری میں سے ہر ایک ثقہ وثبت اور امیر المومنین فی الحدیث ہے تو پھر خطا کی نسبت صرف شعبہ کی طرف کیوں کی گئی ہے؟ تو اس کا جواب صاحبِ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی نے یہ دیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی چار وجوہات ہیں :

① پہلی یہ کہ شعبہ رجال ورواۃ میں بکثرت خطا کر جایا کرتے ہیں جب کہ سفیان ایسے نہیں ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں اور دارقطنی نے العلل میں کہا ہے، اور امام ترمذی نے اپنی سنن میں شعبہ کی متعدّد اخطاء کئی مقامات پر واضح کی ہیں جیسے (بَابُ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ کَیفَ کَانَ) اور (بَابُ مَاجَآءَ فِي التَّخَشُّعِ فِي الصَّلوٰۃِ) اور (بَابُ کَرَاهِیَةِ الطَّوَافِ عُرُیَاناً) میں ان سے ہوا ہے .

---

(90) ترمذی ۲/ ۷۰ـ ۷۱ ،تهذیب معالم السنن لابن قیّم علی عون المعبود ۳/ ۲۰۵ ، نصب الرایه ۱/ ۳۶۹ـ ۳۷۰ .

② شعبہ کی خطاء شمار کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شعبہ اسانید ومتونِ حدیث میں بکثرت شک کرنے والے تھے جب کہ سفیان ایسے نہیں تھے .

③ تیسری وجہ یہ کہ بلا شبہ وہ دونوں ہی ثقہ وحافظ ہیں لیکن ان دونوں میں سے سفیان احفظ یعنی زیادہ حافظے والے تھے، جیسا کہ خود شعبہ نے اعتراف کیا ہے، جسے علاّ مہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیا ہے۔ ایسے ہی علاّ مہ ذہبیؒ نے صالح جزرہ سے بھی نقل کیا ہے، اور حافظ ابنِ حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں امام ابو حاتم، ابوزرعہ اور ابنِ معین سے بھی یہ بات نقل کی ہے کہ سفیان شعبہ سے زیادہ حافظہ والے تھے .

④ چوتھی وجہ یہ ہے کہ شعبہ اپنے اس قول ((خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ)) میں متفرد ہیں، ان کی کسی نے متابعت نہیں کی نہ ثقہ نے اور نہ ہی کسی ضعیف نے، جب کہ سفیان کی آمین بالجہر کے معاملہ میں علاء بن صالح، علی بن صالح اور محمد بن سلمہ نے بھی متابعت کی ہے .(91)

اس متابعت کا ذکر حافظ ابنِ حجرؒ نے التلخیص الحبیر میں بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ اسی وجہ سے ماہرینِ نقد وجرح نے سفیان کی روایت کو اصحّ قرار دیا ہے .(92)

علاّ مہ زیلعی نے نصب الرایہ میں علاء اور علی کو ایک ہی راوی شمار کیا ہے.(93)

جب کہ علاّ مہ مبارکپوری نے انہیں الگ الگ دو راوی ثابت کیا ہے .(94)

علاّ مہ عینیؒ نے مذکورہ چاروں اسباب میں سے بعض کو رفع کرنے کی کوشش

---

(91) تحفۃ الاحوذی ۷۱/۲ـ۷۵ .

(92) التلخیص الحبیر ۲۳۷/۱/۱ ، عون المعبود ۲۰۷/۳ .

(93) نصب الرایہ ۳۷۱/۱ .

(94) تحفۃ الاحوذی ۷۷/۲ .

فرمائی ہے، لیکن علاّمہ مبارکپوری نے ان کا بھی جواب دے دیا ہے .(95)

ثانیاً :

شعبہ والی ((خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ)) کے الفاظ پر مشتمل اس روایت سے استدلال کے صحیح نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ سفیان سے آمین بالجہر کے خلاف کوئی روایت نہیں ملتی، نہ کسی صحیح سند سے اور نہ ہی کسی ضعیف سند سے، جب کہ شعبہ سے اخفاء کے برعکس یعنی جہر کی روایت بھی ملتی ہے، حتّٰی کہ شعبہ سے سند ومتن ہر دو میں ہی سفیان کے موافق روایت بھی ملتی ہے، چنانچہ علاّمہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں لکھا ہے کہ صاحب التنقیح نے شعبہ کی اخفاء والی روایت پر اس اعتبار سے بھی طعن کی ہے کہ انہی سے اپنی روایت کے خلاف بھی روایت ملتی ہے، جیسا کہ سنن کبریٰ بیہقی میں ہے :

عَنِ ابْنِ الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيِّ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ سَمِعْتُ حُجْراً أَبَا عَنْبَس يُحَدِّثُ عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهٗ صَلّٰى خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا قَالَ: وَلاَ الضَّآلِّيْنَ، قَالَ: آمِّيْنَ رَافِعاً بِهَا صَوْتَهٗ.

”ابن ولید طیالسی، شعبہ سے اور وہ سلمہ بن کہیل سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعنبس حجر کو وائل حضرمی سے حدیث بیان کرتے سُنا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور جب آپ ﷺ نے ﴿وَلاَ الضَّآلِّيْنَ﴾ کہا تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی۔“

آگے صاحب التنقیح کہتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ شعبہ کی ہے، لیکن سفیان

(95) دیکھیئے تحفۃ الاحوذی ایضاً .

کی روایت کے موافق ہے،اورامام بیہقی نے معرفۃ السنن والآ ثار میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے . (96)

امام بیہقی ؒ کا کہنا ہے کہ عین احتمال ہے کہ شعبہ اپنی غلطی پر متنبّہ ہو گئے ہوں،اور انہوں نے حدیث کا متن بیان کرنے میں اپنی تصحیح کے ساتھ ساتھ سند میں بھی علقمہ کا ذکر ترک کردیا ہو کہ جس کے ذکر کرنے سے سند میں انقطاع و ضعف پیدا ہوگیا تھا .(97)

ثالثاً :

اخفاءِ آمین والی روایت سے بلا آواز آمین کہنے پر استدلال صحیح نہ ہونے کی تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ چلیں ان الفاظ((خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ)) کو صحیح بھی مان لیتے ہیں ،اور یہ بھی مان لیتے ہیں کہ خود راویٔ خفض سے روایتِ جہر نہیں ملتی، پھر بھی((خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ)) کا معنی یہ تو ہرگز نہیں بنتا کہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل آواز ہی نہیں نکالی،اگر آپ ﷺ نے آواز ہی نہ نکالی ہوتی تو راوی کو آپ ﷺ کے آمین کہنے کا پتہ کیسے چلتا؟ بلکہ((خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ)) کا معنی یہ ہے کہ قراءت کی نسبت آپ ﷺ نے پست یعنی ذرا کم آواز سے آمین کہی تھی،اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے ہی مروی حدیث میں ہے :

﴿حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ.﴾

’’یہاں تک کہ صف اول میں آپ ﷺ کے قریب والے نمازی اسے سن لیتے تھے۔‘‘

جب کہ قراءت تو ساری مسجد کے نمازی سنتے اور آمین صرف صفِ اول

(96) نصب الرايه ٢٦٩/١ ،تحفة الاحوذى ٧٥/٢ ،عون المعبود ٢٠٧/٣ .

(97) تحفة الاحوذى ٧٥/٢ .

کے نمازی، تو گویا ((خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ)) کو صحیح مانیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ آمین کہتے وقت قراءت سے کم آواز رکھتے تھے، اور اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جو سنن ابی داؤد ، صحیح ابن حبان اور مسند احمد میں مفصلاً اور ترمذی میں مختصراً اور نسائی و ابن ماجہ میں مطوّلاً ایسے ہی دار قطنی، بیہقی، طحاوی، شافعی، بغوی، ابن خزیمہ اور مصنّف عبدالرزاق میں بھی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں نبی اکرم ﷺ نے انہیں ترجیع والی [دوہری] آذان دینے کا طریقہ تعلیم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا :

تَقُوْلُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، تَخْفَضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ ...... الخ (98)

”تم بلند آواز سے کہو **اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ** [اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے] پھر تم کہو: **أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** (دو مرتبہ)

---

(98) ابو داؤد ۱۷۶/۳۔۱۷۸ ،صحیح ابن حبان۔الاحسان ۵۷۴/٤۔۵۷۵ و صحّحہٗ الارناؤوط ،مسند احمد ٤۰۸/۳ ۔٤۰۹ ،نصب الرایہ ۲٦۲/۱۔۲٦٤ ،آمین بالجھر ص: ۲۸.

[میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں] أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه (دو مرتبہ)[میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں] اور یہ شہادتین ذرا دھیمی آواز سے کہو، اور پھر بلند آواز سے کہو: أَشْهَدُ أَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دومرتبہ۲) . أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ (دومرتبہ۲)''

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ترجیع والی آذان کا طریقہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو سکھایا تو تکبیرات بلند آواز سے اور پھر شہادتین کو پہلے ذرا کم آواز سے کہنے کا حکم فرمایا اور پھر بلند آواز سے، یہاں ((تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ)) ہے ، جب کہ آمین والی حدیث میں ((خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ)) ہے، اور ظاہر ہے کہ ایک ہی لفظ ((خَفَضَ)) دونوں جگہ پر ہے، صرف صیغوں کا فرق ہے اور جو معنیٰ ترجیع والی آذان میں شہادتین کو پہلے ذرا کم آواز سے پھر زیادہ بلند آواز سے کہنے کا ہے، وہی معنیٰ آمین کے آہستہ آواز سے کہنے اور قراءت کے بلند آواز سے کرنے کا ہے .

ایک وضاحت :

یہاں یہ بات بھی ذکر کردیں کہ آذان میں ترجیع کی سُنّیت کو مخدوش کرنے کے لیے کئی تاویلیں کی گئی ہیں ، جنہیں ذکر کر کے علاّمہ زیلعیؒ نے لکھا ہے کہ ان کی تردید ابوداؤد کی حدیث سے ہوتی ہے، کیونکہ اس میں ہے کہ حضرت ابومحذورہؓ نے عرض کیا تھا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ سُنَّةَ الْأَذَانِ.

''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے آذان کا طریقہ سکھلائیے۔''

تو آپ ﷺ نے انہیں یہ طریقہ تعلیم فرمایا تھا ،تو گویا یہ مسنون طریقۂ آذان ہے، اور ترجیع کی سنّیت کو بے جا تاویلات سے ٹھکرایا نہیں جا سکتا ،

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور جمہور اہلِ علم اس صحیح حدیث کی وجہ سے ترجیع کے سنّت ہونے کے قائل ہیں۔

پھر حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے جو عام آذان کا طریقہ مروی ہے، وہ مقدّم ہے، اور یہ ترجیع والی روایت متاخر ہے، کیونکہ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سالِ ورود ۸ھ، غزوہ حنین کے بعد ہے، جب کہ حضرت عبداللہ بن زید والی حدیث ابتداءِ اسلام کی ہے اور عملِ اہلِ مکّہ ومدینہ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے ۔ (99)

دوسری دلیل اور اس کا جواب:

بلند آواز سے آمین کہنے کو نہ ماننے والے حضرات اپنی تائید میں ایک دوسری حدیث وہ بھی پیش کرتے ہیں، جو سنن ابی داؤد و ترمذی اور دار قطنی میں ہے، جس میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

’’میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد کیئے ہیں۔‘‘

جب کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو صرف ایک سکتہ یاد تھا، وہ فرماتے ہیں :

حَفِظْنَا سَكْتَةً.

’’ہمیں تو صرف ایک ہی سکتہ یاد ہے۔‘‘

یعنی صرف پہلا ثناء والا سکتہ، اور جب اس معاملہ میں حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ

(99) شرح مسلم، عون المعبود ۱۷۸/۳، نیل الاوطار ۔

کی طرف لکھا گیا تو انہوں نے جواباً حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت یعنی دوسکتوں کو ہی صحیح قرار دیا . (100)

اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ پہلا سکتہ ثناء کے لئے اور دوسرا سکتہ سِرّاً آمین کہنے کے لئے تھا ، جب کہ یہ حدیث تو صحیح ہے ،لیکن اس کا جواب علاّمہ مبارکپوری ؒ نے یہ دیا ہے کہ یہ دوسرا سکتہ سِرّاً آمین کہنے کے لئے ہرگز نہیں تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ تو آواز نکال کر آمین کہا کرتے تھے،اور کسی بھی صحیح حدیث سے آپ ﷺ کا سِرّاً آمین کہنا ہرگز ثابت نہیں ہے،اور جب صورتِ حال یہ ہے تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ دوسرا سکتہ سِرّاً آمین کہنے کے لئے تھا، بلکہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی بعض مرویات سے پتہ چلتا ہے کہ دوسرا سکتہ محض اس لئے تھا:

((لِيَتَرَ آدَّ اِلَيْهِ نَفَسُهٗ)) (101)

’’تا کہ آپ ﷺ اس میں کچھ سانس لیں [تا کہ پھر قراءت شروع کر سکیں]‘‘. (102)

تیسری دلیل اور اس کا جواب:

مانعینِ آمین بالجہر کی تیسری دلیل وہ اثر ہے، جسے تہذیب میں طبرانی نے روایت کیا ہے،جس میں ابووائل بیان کرتے ہیں :

لَـمْ يَـكُنْ عُمَرُ وَعَلِيٌّ[رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا]يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ

---

(100) ابو داؤد ۴۸۰/۲ـ۴۸۳ ،ترمذی ۷۹/۲ـ ۸۰ ،تحفة الاحوذی ۶۹/۲ ، دار قطنی ۳۳۶/۱/۱ ، نمازِ مسنون کلاں صوفی عبد الحمید سواتی ص:۳۴۲ ،زاد المعاد ۲۰۸/۱ وصححہٗ ابن القیّم وَقَالَ الارناؤوط : فُرُوطَ ـ مُنقَطِعٌ .

(101) ترمذی ۸۰/۲ ، زاد المعاد ۲۰۸/۱ .

(102) تحفة الاحوذی ۶۹/۲،۷۹ـ۸۰ .

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِآمِّيْنَ. (103)

''حضرت عمر فاروق وعلی مرتضٰی رضی اللہ عنہما بلند آواز سے نہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تھے اور نہ ہی بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔''

جبکہ معجم طبرانی کبیر میں ہے :

كَانَ عَلِيٌّ وَعَبْدُ اللّٰهِ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعْوِيْذِ وَلَا بِالتَّأْمِيْنِ. (104)

''حضرت علی وعبداللہ رضی اللہ عنہما بلند آواز سے نہ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے، نہ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور نہ ہی بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔''

معانی الآثار طحاوی میں ہے :

كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِآمِّيْنَ . (105)

''حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نہ تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے پڑھتے تھے نہ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور نہ ہی آمین بلند آواز سے کہتے تھے۔''

جب کہ حضرت علی وعمر رضی اللہ عنہما والا یہ اثر سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے نا قابلِ استدلال ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی سعید بن مرزبان البقال ہے، جس کے بارے میں علاّمہ ذہبی نے المیزان میں لکھا ہے کہ:

''فلاس نے اسے ترک کر دیا تھا، اور ابنِ معین نے کہا ہے کہ اس کی بیان کردہ روایت نہیں لکھی جائے گی، اور امام بخاریؒ نے اس کے بارے میں کہا

(103) عمدة القاری ۵۲/٦/٣ .

(104) مجمع الزوائد ١١١/٢/١ .

(105) طحاوی ٤٠/١ ،تحفة الاحوذی ٦٩/٢ ، نماز مسنون کلاں ص:٣٤٢-٢٤٣ .

ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے۔''

جبکہ ابن القطان نے نقل کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے فرمایا :

كُلُّ مَنْ قُلْتُ فِيْهِ "مُنْكِرُ الْحَدِيْثِ" فَلَا تَحِلُّ الرِّوَايَةُ عَنْهُ. (106)

''ہر وہ راوی جسے میں نے'' منکر الحدیث'' کہا ہے اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے ۔''

علاّمہ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں علی وعبداللہ رضی اللہ عنہما والے اثر کے بعد لکھا ہے کہ اس کی سند میں ابوسعد النفال ہے جو اگر چہ ثقہ ہے لیکن مُدَلِّس ہے ۔ (107)

مُدَلِّس کی وہ روایت قابلِ حجت نہیں ہوتی جو اس نے عنعنہ [عَنْ فُلَانٍ] سے بیان کی ہو ۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت علی وعمر رضی اللہ عنہما ہوں یا علی وعبداللہ رضی اللہ عنہما، ان کے حوالے سے اخفاءِ آمین والا کوئی اثر صحیح اور قابلِ حجت نہیں ہے، اور پھر یہ محض ایک اثر ہے، اگر یہ صحیح بھی ہوتا تو صحیح وصریح اور مرفوع احادیثِ رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکتا، کیونکہ ارشاد وعملِ رسول اللہ ﷺ کہاں؟ اور قول وفعل صحابی ﷛ کا اس سے مقابلہ ہی کیا ؟

چوتھی دلیل اور اس کا جواب:

امام ابوحنیفہؒ کے استاد امام ابراہیم نخعیؒ کے بیان کردہ ایک اثر سے بھی مانعینِ جہر تائید حاصل کرتے ہیں ،ان کا وہ اثر مصنّف عبد الرزاق میں ہے ،جس میں وہ فرماتے ہیں:

---

(106) بحوالہ تحفۃ الاحوذی ۲/۷۰ .

(107) حوالہ سابقہ .

خَـمْــسٌ يُـخْـفَيْـنَ،سُبْـحٰـنَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَالتَّعَوُّذَ وَبِسْـمِ الـلّٰــهِ الـرَّحْـمٰـنِ الـرَّحِيْمِ وَآمِّيْنَ وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ. (108)

''پانچ چیزیں مخفی آواز والی ہیں :

١۔سبحانك اللّٰهم وبحمدك ٢۔ أعوذ بالله

٣۔بسم الله ٤۔آمين

٥۔ اللّٰهم ربّنا لك الحمد ''

انہی حضرت ابراہیم نخعیؒ سے ایک دوسرا اثر بھی مصنّف عبدالرزاق اور مصنّف ابن ابی شیبہ میں یوں مروی ہے :

يُخْفِيْ الإمَامُ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالاِسْتِعَاذَةَ وَآمِّيْنَ وَرَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ. (109)

''امام ان اشیاء کو مخفی کہے :

١۔ بسم الله ٢۔ أعوذ بالله

٣۔ آمين ٤۔ ربنا لك الحمد .

ان دونوں میں سے دوسرے میں ((سُبْـحٰـنَكَ الـلّٰهُـمَّ وَبِـحَمْدِكَ)) نہیں آیا، ورنہ بقیہ سارا معنی ومفہوم دونوں کا ایک ہی ہے اور معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ اگر کسی صحابی کا اثر صحیح ومرفوع حدیث کے خلاف آجائے تو وہ ناقابلِ التفات ہوتا ہے، چہ جائیکہ اس سے استدلال کیا جائے اور تابعین وتبع تابعین کے آثار کا تو درجہ ہی بہت بعد

(108) مصنّف عبد الرزاق ٨٧/٢ ،تحفة الاحوذی ٧٠/٢ ،نمازِ مسنون کلاں ص: ٣٤٣ .

(109) ابن ابی شیبه ٤١١/١ ، عبد الرزاق ٨٧/٢ ،ونمازِ مسنون ایضاً .

میں آتا ہے،اور جب صحیح وصریح اور مرفوع احادیث میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے تو ان احادیث کے مقابلے میں اس اثر کا کیا اثر ہوگا؟ یہی وجہ ہے کہ خود علمائے احناف میں سے علاّمہ عبدالحی لکھنویؒ نے السِّعایه میں لکھا ہے :

أَمَّا أَثَرُ النَّخَعِيِّ وَنَحْوَهُ فَلا يُوَازِيْ الرِّوَايَاتِ الْمَرْفُوْعَةِ. (110)

''امام نخعیؒ وغیرہ کا اثر مرفوع احادیثِ رسول ﷺ کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکتا۔''

پانچویں دلیل:

فریقِ ثانی یعنی مانعینِ جہر اپنی تائید میں امام ابوحنیفہؒ کے استاد امام عطاءؒ کا اثر بھی پیش کرتے ہیں جو کہ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور مصنّف عبدالرزاق میں موصولاً مروی ہے،جس میں وہ فرماتے ہیں:

آمِّيْنُ دُعَآءٌ. (111)

''آمین ایک دعاء ہے۔''

اس اثر سے استدلال یوں کیا جاتا ہے کہ اللہ نے [سورۂ اعراف،آیت:۵۵] میں فرمایا ہے :

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً.

''اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ طریقہ سے پکارو۔''

اور [سورۂ مریم،آیت:۱۶] میں حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے :

---

(110) بحواله تحفة الاحوذی ۷۰/۲ .

(111) صحيح بخاری ۲۶۲/۲ .

اِذْنادیٰ رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا.

’’جب انہوں نے اپنے رب کو خفیہ طریقہ سے پکارا۔‘‘

ابوالشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے :

دَعْوَۃُ السِّرِّ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ دَعْوَۃً فِي الْعَلاَنِیَۃِ. (112)

’’سِرّاً مانگی گئی ایک دعاء اعلانیہ کی گئی ستّر (۷۰) دعاؤں کے برابر ہوتی ہے۔‘‘

مانعینِ جہر اِن آیات وروایات کا یوں صغریٰ کبریٰ بناتے ہیں کہ آمین دعاء ہے ،اور ہر دعاء کے لئیے ضروری ہے کہ آہستگی سے کی جائے ،پس اس اعتبار سے آمین بھی بلا آواز ہی کہنی چاہئیے ،جبکہ اس دلیل میں قطعاً کوئی جان نہیں ہے .

پانچویں دلیل کا جواب:

قائلینِ آمین بالجہر اِس کا جواب کئی طرح سے دیتے ہیں :

اولاً : یہ کہ مانعین نے صحیح بخاری کے حوالے سے امام ابوحنیفہؒ کے استاد امام عطاءؒ کا یہ اثر تو لے لیا،لیکن دم کٹا بلکہ دم کٹا بھی تب کہا جاسکتا ہے جب اس کے آخر سے دو ایک الفاظ نہ لیے گئے ہوں ،جب کہ یہاں تو یہ عالم ہے کہ صحیح بخاری میں ضمائر وغیرہ کو چھوڑ بھی دیا جائے تب بھی دس کلمات پر مشتمل یہ اثر ہے اور اس میں سے محض پہلے دو لفظ لیئے گئے ہیں .

انہی پر صغریٰ کبریٰ بنا کر اپنا نظریہ ثابت کر دیا ہے ۔یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ، امام عطاءؒ کا یہ اثر ہم پہلے فریق کے دلائل کے ضمن میں بھی ذکر کر چکے ہیں،لیکن موقع کی مناسبت سے ہم اسے مکمّل شکل میں پھر دہرائے دیتے ہیں،چنانچہ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور مصنّف عبدالرزاق میں موصولاً مروی ہے کہ امام عطاءؒ نے فرمایا :

---

(112) بحواله فتح القدير شرح هدايه ۵۲۷/۳ ، ونماز مسنون ص: ۳۴۲ .

آمِّیْـنُ دُعَـآءً،أَمَّـنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَمَنْ وَّرَآئَهٗ حَتّٰى أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةٌ. (113)

''آمین ایک دعاء ہے،اور حضرت ابن زبیرؓ اوران کے پیچھے والے بھی [بلندآواز سے] آمین کہا کرتے تھے یہاں تک کہ مسجد گونج جاتی تھی۔''

یہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں، جب کہ مصنّف عبدالرزاق میں ابن جریجؒ سے مروی ہے :

قُـلْـتُ لَـهٗ[أَيْ عَـطَـآء] أَكَـانَ ابْـنُ الزُّبَیْرِ یُؤَمِّنُ عَلیٰ اِثْرِ أُمِّ الْقُرْآنِ ؟

''میں نے امام عطاء سے پوچھا: کیا حضرت ابن زبیرؓ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہا کرتے تھے؟''

توامام عطاء نے فرمایا :

نَعَمْ وَ یُؤَمِّنُ مَنْ وَرَآئَهٗ،حَتّٰى أَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةٌ.

''ہاں ! اورآپ کے پیچھے والے بھی آمین کہتے تھے،حتّٰی کہ مسجد گونج جاتی تھی۔''

پھرفرمایا:

اِنَّمَا آمِّیْنُ دُعَآءٌ. (114)

''بےشک آمین توایک دعاء ہے۔''

اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ کسی اثر کے شروع یا آخر سے دولفظ لے لیے جائیں اور باقی دس بارہ الفاظ چھوڑ دیئے جائیں تو اس سے استدلال کی کیا حیثیت ہوگی؟

---

(113) صحیح بخاری ٢٦٢/٢ .

(114) فتح الباری ٢٦٢/٢ .

پھر اگر امام عطاءؒ نے یہ فرمایا کہ آمین دعاء ہے تو انہوں نے ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ خود بھی آمین کہا کرتے تھے اور ان کے پیچھے دوسرے صحابہ وتابعین بھی اس انداز سے آمین کہتے تھے کہ پوری مسجد گونج جاتی تھی .

کہیئے، یہ گونج پیدا کرنے والے صحابہ وتابعین کا عمل اور خود امام عطاءؒ کا یہ قول ((أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَرَآئَهُ ...الخ)) بہتر ہے، یا آج کے کسی مولوی صاحب کی بات ؟ اور آمین کے دعاء ہونے کے مفہوم کو صحیح طور پر ان صحابہ وتابعین نے سمجھا تھا یا آج کے کسی صاحب بہادر نے ؟

امام عطاءؒ کے اثر سے جو دو لفظ لیئے گئے ہیں اور ان پر یوں صغریٰ کبریٰ بنایا گیا ہے کہ آمین دعاء ہے اور ہر دعاء ارشادِ ربّانی:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً﴾

کی رُو سے آہستہ کہنا ضروری ہے، لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ آمین بھی لازماً آہستگی سے بلا آواز ہی کہنی چاہیئے بلا شبہ اگر یہ صغریٰ وکبریٰ صحیح ثابت ہوجائیں تو نتیجہ بھی صحیح ہوگا ، جب کہ یہاں نہ صغریٰ کا صحیح ہونا مسلم ہے نہ ہی کبریٰ کا، بلکہ صغریٰ کی صحت بھی محلِ نظر ہے کہ آمین دعاء ہے، بلکہ اس آمین کے موضوع کو شروع کرتے ہی ہم نے اس کے معنیٰ ومفہوم کی وضاحت کے ضمن میں یہ بات بھی ذکر کردی تھی کہ آمین کو سنن ابی داؤد میں ایک صحابی حضرت ابوزُہیر نمیری رضی اللہ عنہ نے مہر سے تشبیہ دی کہ آمین ایسے ہی ہے جیسے خط کے آخر میں مہر لگائی جاتی ہے، اور اپنی اس بات پر انہوں نے موضوعِ بحث حدیث سے استشہاد کیا .(115)

تو گویا یہ بات کوئی مسلّمہ حقیقت نہیں کہ آمین دعاء ہے بلکہ یہ تو سورۂ فاتحہ کے نصفِ ثانی میں وارد دعاء کے آخر میں ایک مہر کی حیثیّت رکھتی ہے .(116)

---

(115) دیکھیئے تخریج نمبر :١ . (116) تحفة الاحوذی ٧٦/٢ .

ثالثاً : اگر مان ہی لیا جائے کہ آمین دعاء ہے، تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آمین مستقل بالذّات دعاء نہیں، بلکہ دعاء کے توابع میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی نے محض لفظ آمین سے دعاء نہیں کی، بلکہ پہلے دوسری دعائیں کی جاتی ہیں اور پھر آمین کہی جاتی ہے، اور ظاہر ہے کہ جب اصل دعاء سِرّاً کی جائے گی تو آمین بھی سِرّاً ہی کہی جائے گی، اور وہ جہراً ہوگی تو یہ بھی جہراً ہوگی، کیونکہ اس کا جہر و اخفاء تو اصل دعاء کے تابع ہے۔ لہٰذا جہری نمازوں میں آمین بھی جہراً ہی کہنی چاہئیے .(117)

رابعاً : اس دلیل کا چوتھا جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ اگر ہم کلیہ صغریٰ کو مان ہی لیں کہ آمین دعاء بالذّات ہے، تب بھی کلیہ کبریٰ کوئی مسلّم حقیقت نہیں کہ ہر دعاء ضرور آہستہ ہی کی جائے گی، بلکہ آپ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کا نصفِ ثانی سارا ہی دعاء ہے :

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ☆ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ☆.﴾

"ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما ☆ ان لوگوں والا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کا راستہ نہیں، جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہوئے ☆ ."

یہ دعاء جہری نمازوں میں جہراً کی جاتی ہے، خطبہ جمعہ جہراً ہوتا ہے، اس میں جتنی بھی دعائیں کی جاتی ہیں وہ سب جہراً ہی کی جاتی ہیں، ایسے ہی دیگر کئی دعائیں ایسی ہیں جو جہراً ہی کی جاتی ہیں، لہٰذا یہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ آمین دعاء ہے اور دعاء صرف پوشیدہ ہی ہوسکتی ہے، بلکہ اس کے برعکس جہراً دعائیں بھی ثابت ہیں، اور اگر قرآنی آیت :

---

(117) بحوالہ سابقہ .

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً﴾

سے اِخفائے آمین پر استدلال درست مان لیا جائے تو پھر نبی اکرم ﷺ کے اس عملِ مبارک کی کیا توجیہہ ہوگی، جس پر کہ یہ آیت نازل ہوئی تھی؟ کیا نعوذ باللہ آپ ﷺ نے اس آیت کو صحیح طور پر نہیں سمجھا تھا؟ اور پھر اگر مانعینِ جہر کے استدلال کو صحیح مان لیا جائے تو ان صحابہ وتابعین کے عمل کو کیا نام دیں گے، جن کی آمین سے مسجد گونج جایا کرتی تھی؟ جیسا کہ خود اُسی اثر میں یہ بات بھی موجود ہے، جس میں آمین کو دعاء کہا گیا ہے .(118)

چھٹی دلیل:

مانعینِ جہر کا کہنا ہے کہ جہراً آمین کہنا صرف تعلیم دینے کی غرض سے تھا، اور اگر کبھی بغرضِ تعلیم جہراً آمین کہا جائے تو بھی جائز ہے، اور اپنی اس قیاسی دلیل کے لیئے ایک روایت علاّمہ دولابی کی کتاب الکنیٰ والأسماء کے حوالے سے بھی پیش کی جاتی ہے، جو کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، جس کے آخر میں ہے :

......فَقَالَ آمِّيْنَ، يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ مَا لَا أَرَاهُ اِلَّا لِيُعَلِّمَنَا.(119)

”آپ ﷺ نے آمین کہی اور آواز کو لمبا کھینچا، اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں سکھانے کے لیئے ایسا کیا ہے ۔“

چھٹی دلیل کا جواب:

مانعینِ جہر کی اس دلیل کا جواب بھی قائلینِ آمین بالجہر نے کئی طرح سے دیا ہے:

---

(118) بحوالہ سابقہ و آمین بالجھر ص: ٢٩ .

(119) کتاب الکنی و الاسماء دولابی ١٩٦/١ ،تحفة الاحوذی ٧٦/٢-٧٧ ،نمازِ مسنون ص: ٢٤٥ .

اوّلاً : پہلا جواب یہ ہے کہ یہ تعلیم دینے والے الفاظ بیان کرنے میں یحییٰ بن سلمہ بن کہیل عن ابیہ منفرد ہے اور وہ محدّثینِ کرام کے نزدیک متروک ہے، حافظ ابنِ حجرؒ نے التقریب میں اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ متروک ہے، وہ شیعہ تھا .(120)

ایسے راوی سے اگر کوئی اضافی الفاظ مروی ہوں تو وہ اضافہ منکر و مردود ہوتا ہے، اس کے علاوہ یہ حدیث متعدّد طرق سے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، لیکن یہ اضافہ کسی روایت میں نہیں ہے، اس کے علاوہ خود علاّمہ دولابی نے اس روایت کے ایک راوی ابوسکن زیاد پر بھی جرح کی ہے .(121)

یہ نہ بھی ہوتی تو اس اضافہ کا منکر ہونا ہی کافی تھا، لہٰذا ایسے منکر اضافے سے استدلال ہرگز جائز نہیں ہے. (122)

یہی وجہ ہے کہ خود علمائے احناف میں سے علاّمہ عبدالحی لکھنویؒ نے اپنی کتاب السعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں لکھا ہے :

وَأَيُّ ضَرُوْرَةٍ دَاعِيَةٍ اِلىٰ حَمْلِ رِوَايَات الْجَهْرِ عَلىٰ بَعْضِ الْأَحْيَانِ أَوِ الْجَهْرِ لِلتَّعْلِيْمِ مَعَ عَدَمِ وُرُوْدِ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فِي رِوَايَةٍ. (123)

’’اور اس کی کوئی ضرورت و داعیہ ہی نہیں کہ جہر کا پتہ دینے والی احادیث کو [کبھی کبھار] یا [تعلیم کی غرض] پر محمول کیا جائے جب کہ ایسی کوئی بات کسی بھی روایت میں وارد نہیں ہوئی۔‘‘

---

(120) التقریب ص: ٥٤٩ .

(121) دیکھئے الکنی و الاسماء دولابی ١٩٧/١ .

(122) التحفة حواله سابقه .

(123) السعایه ١٣٦/١ ، تحفة الاحوذی ٦٨/٢ .

ثانیاً : ان کی اس دلیل کا دوسرا جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ اگر نبی ﷺ کا بلند آواز سے آمین کہنا محض تعلیم کی غرض سے ہوتا تو صرف نبی اکرم ﷺ ہی بلند آواز سے آمین کہتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پیچھے نہ کہتے، جبکہ امام عطاءؒ کا اثر صحیح بخاری ومصنّف عبدالرزاق کے حوالے سے گزرا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین بھی بلند آواز سے امام کے پیچھے آمین کہا کرتے تھے، یہاں تک کہ مسجد گونج جاتی تھی۔ صحابہ وتابعین کا بلند آواز سے آمین کہنا اور وہ بھی امام کے پیچھے، اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسے سنّت سمجھتے تھے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ آمین کہی، تبھی تو صحابہ نے اس سنت کو اختیار کیا۔ (124)

ثالثا : اس کا تیسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اگر یہ مان لیں کہ نبی اکرم ﷺ نے محض صحابہ کو تعلیم دینے کے لئے آمین بلند آواز سے کہی تھی تا کہ انہیں پتہ چل جائے کہ سورۂ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنی چاہئیے، تو پھر یہ صرف دو چار مرتبہ ہی ہونا چاہئیے تھا، اس کے بعد آپ ﷺ بلند آواز سے آمین کہنا چھوڑ دیتے، ہمیشہ نہ کہا کرتے، جبکہ صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ بلند آواز سے آمین کہی، جیسا کہ سنن ابی داؤد اور بعض دیگر کتب میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ: آمِّيْنَ، وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. (125)

''نبی ﷺ جب ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے اور آمین کہتے

---

(124) التحفة ٧٦/٢ .

(125) ابو داؤد ٢٠٥/٣ ،والتحفة ٧٦/٢ ، و سلسلة الاحاديث الصحيحه ٧٥٣/١ـ٧٥٥ .

ہوئے آواز کو بلند فرماتے تھے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے،اور ظاہر ہے کہ یہ تعلیم کے لیئے نہیں ہوسکتا، بلکہ یہ اس کی مشروعیّت وسُنِّیت بیان کرنے کے لیئے تھا کہ بلند آواز سے ہی آمین کہنی چاہیئے،لہٰذا یہ دلیل بھی نا قابلِ التفات ہے،اور یہیں یہ بات بھی ذکر کردیں کہ صاحبِ نمازِ مسنون کلاں صوفی عبدالحمید سواتی [گوجرانوالہ] نے اپنی کتاب میں علاّمہ ابن قیّمؒ کی زاد المعاد کا وہ اقتباس تو نقل کردیا ہے جوان کے حق میں جاتا تھا .(126)

جو اِن کے خلاف پڑتا تھا اسے شِیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں،حالانکہ جب انہوں نے ایک متعلقہ مقام سے وہ اقتباس نقل کیا تھا تو ترکیبِ نماز کے ضمن میں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، وہ بھی بیان کردیتے تو اچھا ہوتا، بہر حال اگر کسی ایک ہی موضوع پر کسی صاحبِ علم کے دو اقوال ملیں تو ان میں سے صرف وہی قابلِ قبول ہوتا ہے جو اقرب اِلیٰ الکتاب و السنّہ ہو،اور سواتی صاحب نے ان کا جو اقتباس نقل کیا ہے،اس میں آمین بالجہر کا ذکر برائے تعلیم ہے،اور یہ باطل نظریہ ہے،اور اس نظریہ کی مؤیّد روایت کا وہ ٹکڑا ((مَا أَرَاهُ إِلَّا لِيُعَلِّمَنَا))(منکر) اضافہ ہے،جیسا کہ تفصیل ذکر کی جاچکی ہے،لہٰذا علاّمہ ابن قیّمؒ کی وہ بات قابلِ قبول نہیں ہے اس کے برعکس انہوں نے ترکیبِ نمازِ نبوی کے ضمن میں لکھا ہے :

فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ قَالَ: آمِّيْنَ، فَإِنْ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ وَقَالَهَا مَنْ خَلْفَهُ. (127)

"جب آپ ﷺ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہوتے تو آمین کہتے،اگر

---

(126) نمازِ مسنون ص: ٣٤٤ .

(127) زاد المعاد ١/٢٠٧ .

قراءت جہری ہوتی تو بلند آواز سے کہتے اور پیچھے والے بھی کہتے ۔''

ان کا یہ قول اقرب اِلیٰ السنّہ ہے، جسے نقل کرنا صوفی صاحب کو گوارا نہ ہوا، اور پھر جو اقتباس موصوف نے نقل کیا ہے، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں :

وَجَهَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْفَاتِحَةَ فِي صَلوٰةِ الْجَنَازَةِ لِيُعَلِّمَهُمْ أَنَّهَا سُنَّةٌ. (128)

'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ بلند آواز سے پڑھی تا کہ وہ دوسرے لوگوں کو بتائیں کہ یہ سنّت ہے۔''

تو کیا نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی اس حیثیّت کو ہمارے یہ مہربان مانتے ہیں؟ **فَلْيُنْظَرْ**

ساتویں دلیل اوراس کا جواب:

بعض مانعینِ جہر یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ شروع اسلام میں آمین کا حکم تھا، پھر بعد میں منسوخ ہوگیا، جبکہ یہ قطعاً باطل پروپیگنڈا ہے، اوراس کے ساتھ جو مرچ مسالہ لگایا جاتا ہے کہ لوگ نماز سے نکل جایا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے آمین بالجہر کا حکم فرمایا تا کہ موجودین کا پتہ چل سکے، یہ اور بھی باطل بات ہے، کیونکہ اس میں نعوذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا پہلو بھی نِکلتا ہے، یہی وجہ ہے خود علماءِ احناف میں سے علاّمہ عبدالحئیؒ لکھنویؒ نے السعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی فتح الباری سے نقل کیا ہے :

أَمَّا الْقَوْلُ بِأَنَّهُ كَانَ فِي اِبْتِدَاءِ الْأَمْرِ أَضْعَفُ لِأَنَّ الْحَاكِمَ قَدْ صَحَّحَهُ مِنْ رِوَايَةِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَهُوَ اِنَّمَا أَسْلَمَ فِي أَوَاخِرِ الْأَمْرِ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ حَجَرٍ فِي فَتْحِ الْبَارِي.(129)

---

(128) بحوالہ نمازِ مسنون .

(129) السعایہ ۱۲٦/۱ ، فتح الباری ۲٦٤/۲ ، تحفة الاحوذی ٦٨/۲ .

''اور یہ کہنا کہ بلند آواز سے آمین کا حکم آغازِ اسلام میں تھا، یہ انتہائی ضعیف قول ہے، کیونکہ امام حاکم نے وائل بن حُجر والی حدیثِ جہر کو صحیح قرار دیا ہے، جبکہ حضرت وائل نبی اکرم ﷺ کے آخری ایاّمِ حیات میں مسلمان ہوئے تھے، جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔''

آٹھویں دلیل اور اس کا جواب :

اعلاء السنن وغیرہ میں ایک دلیل یہ بھی لکھی گئی ہے کہ بالاتفاق آمین قرآن میں سے نہیں ہے، پس مناسب نہیں کہ اس کو آواز میں قرآن کے الفاظ کے مساوی قرار دیا جائے، اسی لیئے اس کو قرآن میں لکھا بھی نہیں جاتا .(130)

یہ دلیل بھی پس دلائل میں ایک نمبر بڑھانے والی بات ہے، ورنہ کیا خود نبی اکرم ﷺ کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ آمین قرآن میں سے نہیں ہے؟ اور اگر یہ بات آپ ﷺ کے علم میں تھی اور یقیناً تھی تو پھر جب آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی تو پھر آج کے مسلمان کے لیئے کون سی وجہِ ممانعت ہے؟ ایسے ہی صحابہ کرام ﷺ اور تابعین عظامؒ کے آمین کہنے کا انداز امام ابوحنیفہؒ کے استاد امام عطاء سے صحیح بخاری ومصنّف عبدالرزاق میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ ان کی آمین کہنے کی آواز سے مسجد گونج جایا کرتی تھی، اگر قرآن وغیر قرآن کا یہ عقلی اڑنگا صحیح ہوتا تو وہ لوگ بھی خاموش رہتے، مسجد کے گونجنے کی بجائے سنّاٹا چھائے رہنے کی روایات ملتیں، لیکن ایسا نہیں ہے .

اور علیٰ وجہ التنزّل اگر اس دلیل میں کچھ دم مان بھی لیا جائے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ قرآن اور غیر قرآن کے فرق کو واضح کرنے کے لیئے کئی انداز اختیار کیئے جاتے ہیں، مثلاً یہ کہ قرآن کی تلاوت تو بلند آواز سے صرف امام کرتا ہے، مقتدی اس کے

(130) اعلاء السنن ۱۸/۲ ،نمازِ مسنون ص: ۳٤۲ .

سکتات میں آہستگی سے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ہیں، لیکن آواز کوئی بلند نہیں کرتا ،جبکہ آمین امام ومقتدی سب مل کر کہتے ہیں ۔

یہ قرآن اور غیر قرآن میں واضح فرق کا پتہ دینے کے لیئے کافی ہے، اور پھر یہ بھی نہ صرف مناسب بلکہ صحیح تر بات ہے کہ امام جتنی آواز سے سورۂ فاتحہ یا بعد والی سورت کی قراءت کرتا ہے، آمین اس سے کم آواز کے ساتھ کہے، جیسا کہ اس بات کا پتہ اس حدیث سے بھی چلتا ہے، جس میں ابوداؤد وابن ماجہ کے مطابق حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب سورۂ فاتحہ کے آخری الفاظ تلاوت فرماتے تو آمین کہتے :

قَالَ: آمِّیْنَ، حَتّٰی یَسْمَعَ مَنْ یَّلِیْهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ. (131)

’’آپ ﷺ آمین کہتے ، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے ساتھ والی صف میں آپ ﷺ کے قریب کھڑے لوگ آپ ﷺ کی آمین کی آواز سن لیتے ۔‘‘

یہاں بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ آمین اتنی آواز سے کہتے تھے کہ آپ ﷺ کی آواز صفِ اوّل کے نمازی سن لیتے تھے، اس طرح بھی فرق ہو جاتا ہے، کیونکہ قرآن کی تلاوت تو ساری مسجد کے نمازی سنتے تھے، لیکن آمین کی آواز صرف صفِ اوّل کے نمازی سن پاتے تھے، اور انہی الفاظ سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے ہم نے بالکل ابتداءِ موضوع میں ہی کہہ دیا تھا کہ آمین بڑے عمدہ انداز اور اچھے لہجے سے کہنی چاہیئے ، جس میں چیخ چنگاڑ والی بات نہ ہو، بلکہ دھیمی سی اور میٹھی آواز ہو ۔

لیکن اس کا یہ مطلب لینا بھی کسی طرح قرینِ عقل و قیاس نہیں کہ اس انداز سے بالکل بلا آواز آمین کہنا مراد لے لیا جائے کیونکہ جب نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعینِ عظام رحمہم اللہ بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے تو بلا آواز

---

(131) دیکھئے تخریج نمبر :۲۹ .

والی بات کیسے درست ہوسکتی ہے؟ اور صحیح بخاری، بیہقی، کتاب الأم شافعی و مصنّف عبدالرزاق میں وارد حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاذ امام عطاءؒ کے اثر اور بیہقی والثقات ابن حبان والے ان کے اثر سے صحابہ کی جماعت کے بلند آواز سے آمین کہنے کا پتہ چلتا ہے۔ اور اسی سے الجوہر النقی میں علاّمہ ابن الترکمانی کے اس قول کی حقیقت بھی معلوم ہوجاتی ہے، جس میں انہوں نے بلا وجہ یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ صحابہ وتابعین کی اکثریت کا عمل مانعین کی طرح تھا. (132)

لیکن ان کو صحابہ وتابعین میں سے اکثریت تو کیا چار چھ نام بھی نہیں مل سکے، اور حضرت عمر، علی، عبداللہ بن مسعودؓ سے جو آثار بیان کیئے ہیں، ان کا ضعف و حقیقت ہم بیان کر چکے ہیں، اور یہی معاملہ بعض آثارِ تابعین کا بھی ہے، لہٰذا صحیح تر دلائل کی رو سے بلند آواز کے ساتھ آمین کہنا ہی سنّت ہے .

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّق

☆ ☆ ☆

(132) الجوهر النقي ٥٨/٣ ، و نماز مسنون كلاں ص: ٣٤٣ .

آمین سے متعلّقہ بعض دیگر مسائل

جہر واخفاء سے متعلّقہ اس بحث کے علاوہ بعض دیگر احکام اور مسائل بھی آمین کہنے سے تعلّق رکھتے ہیں، مثلاً :

آمین کہنے کا وقت :

آمین کہنے کا صحیح وقت کیا ہے؟ اِس سِلسلہ میں ذکر کی گئی احادیث کو پیشِ نظر رکھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کیونکہ ان میں سے بعض میں آمین کہنے کا وقت بھی بتایا گیا ہے، مثلاً صحیح بخاری اور دیگر کتب کے حوالہ سے حدیث گزری ہے، جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِذَا أَمَّنَ الْاِمَامُ فَأَمِّنُوْا......الخ . (133)

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔''

ایسے ہی دوسری حدیث میں ہے :

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ: غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ، فَقُوْلُوْا: آمِّیْنَ. (134)

'' جب امام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْن﴾ کہے تو تم آمین کہو۔''

ان اور اسی مفہوم کی دوسری احادیث سے پتہ چل رہا ہے کہ جب امام سورۂ فاتحہ کے آخری کلمات پڑھے تو وہ خود بھی آمین کہے اور اس کے ساتھ مل کر مقتدی بھی آمین

---

(133) دیکھئے تخریج نمبر :۳ .

(134) دیکھئے تخریج نمبر : ۵ .

کہیں تا کہ ان کی اور امام کی آمین ایک دوسرے سے مل جائے، اوران سب کی آمین فرشتوں سے مل جائے، جو کہ باعثِ مغفرت ونجات اور سابقہ گناہوں کا کفّارہ ہے۔ جمہورِ اہلِ علم کا یہی مسلک ہے، اوراحادیث سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔جن لوگوں نے ((فَـــأَمِّـنُــوْا)) کی فاء کو تعقیب وترتیب کے لئے لیتے ہوئے امام کے بعد مقتدیوں کو آمین کہنے کا قول اختیار کیا ہے، ان کا یہ قول مرجوح ہے .(135)

عورتوں کے لئے آمین بالجہر کا حکم:

اب رہی یہ بات کہ آمین بالجہر جب احادیثِ صحیحہ وصریحہ کی رُو سے سنّتِ رسول ﷺ ہے تو پھر نمازِ پنجگانہ، جمعہ وعیدین یا تراویح وغیرہ میں جو عورتیں شریکِ جماعت ہوتی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا وہ بھی جہراً آمین کہیں یا سِرّاً؟ اس سلسلہ میں بنیادی بات تو یہ ہے کہ دراصل شرعی احکام ومسائل عورتوں اور مردوں میں سے ہر ایک کے لئے برابر ہیں، اِلّا یہ کہ ان دونوں کے مابین فرق کرنے کی کوئی واضح دلیل موجود ہو، اور آمین بالجہر کے سلسلہ میں مَرد وزن کے مابین فرق کرنے والی بظاہر کوئی دلیل موجود نہیں۔

لہٰذا چاہیئے تو یہی تھا کہ بِلا استثناء عورتیں بھی ویسے ہی آمین کہیں جیسے مرد کہتے ہیں، لیکن اس میں تھوڑی سی تفصیل پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے، اور وہ تفصیل یہ ہے کہ اگر تو کہیں صرف عورتیں ہی ہیں، اور عورت ہی پہلی صف کے وسط میں کھڑی ہو کر جماعت کرا رہی ہے [جیسا کہ جائز وثابت ہے، لیکن یہاں اس موضوع کی تفصیل کا موقع نہیں] اور قریب میں غیر محرم مرد بھی نہ ہوں، تو عورتوں کو آمین بالجہر کا ہی حکم ہے۔اور اگر وہ مردوں کی صفوں کے پیچھے ہیں تو پھر انہیں یہ احتیاط ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ صرف اتنی آواز سے آمین کہیں کہ ان کی آواز مردوں تک نہ پہنچے، جیسا کہ بعض نصوص

(135) للتفصیل فتح الباری ۲/۲٦۳-۲٦٤ .

سے اس احتیاط کا پتہ چلتا ہے .(136)

جن نصوص کی طرف اشارہ ہے، ان سے مراد وہ احادیث ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کو دورانِ جماعت اِتنی اجازت نہیں کہ وہ بول کر امام کی بھول پر اُسے لقمہ دے، بلکہ اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر ایک آواز پیدا کر دے، جو امام کی بھول پر اسے متنبّہ کرنے کی علامت ہوگی، جیسا کہ صحیحین وسننِ اربعہ، مسند احمد اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسآءِ فِيْ الصَّلوٰةِ . (137)

’’نماز کے دوران [بوقتِ ضرورت] مرد سُبحان اللہ کہیں اور عورتیں بائیں ہتھیلی پر دائیں ہاتھ کی پشت ماریں [تا کہ امام غلطی پر متنبّہ ہو]. ‘‘

((فِي الصَّلوٰةِ)) کے الفاظ بخاری، ابوداؤد اور ترمذی کے سوا دیگر کتبِ حدیث میں ہیں، اور اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ اس امر کے نماز سے متعلقہ ہونے کا پتہ ایک دوسری حدیث سے بھی چلتا ہے جو صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ حدیث تو قدرے طویل ہے، لیکن اس کے ضمن میں ہی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں :

مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلوتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ.(138)

’’جسے نماز میں کوئی امر پیش آجائے وہ سبحان اللہ کہے، ہتھیلی پر ہاتھ مارنا

---

(136) هفت روزه الاعتصام لاهور جلد ٤٢ شماره ٣٩ بابت ٧ ربيع الاوّل ١٤١١ھ، ٢٨ ستمبر ١٩٩٠ء فتوىٰ استاذى حافظ ثناء الله خان مدنى و تعليق حافظ صلاح الدين يوسف .

(137) بحواله منتقى الاخبار مع النيل ١٩٢/٣/٢ .

(138) ابن خزيمه ٣٣/٢ ،وبحواله سابقه ص: ١٩١-١٩٢ .

عورتوں کے لئے ہے۔''

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دورانِ نماز عورت اگر ہاتھ پر ہاتھ مار کر ((بِالتَّصْفِيْقِ وَالتَّصْفِيْحِ)) کی مختلف لغوی تشریحات کی رُو سے ایک ہاتھ کی پشت کو دوسرے پر مار کر یا دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں بائیں ہتھیلی پر مار کر کچھ آواز پیدا کرے، اور امام کو اس کی غلطی پر متنبہ کرے، تو اس کا یہ فعل سنّت سے ثابت ہے۔ اسے نماز کے فاسد ہونے کا باعث قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے اور اس نظریہ کی تردید ان احادیث میں موجود ہے .(139)

انہی احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عورت کو جب امام کے بھولنے پر بول کر اسے لقمہ دینے کی اجازت نہیں تو پھر اسی سے یہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ آمین بھی صرف اِتنی آواز سے کہے جو مردوں تک نہ پہنچے یعنی ذرا آہستہ کہے .

مسبوق کی آمین:

یہیں ایک بات یہ بھی ذکر کرتے جائیں کہ ایک صورت ایسی بھی پیش آسکتی ہے کہ مقتدی کو دو مرتبہ آمین کہنی پڑ جاتی ہے، اور یہ تب ہوتا ہے، جب مقتدی جماعت میں ذرا تاخیر سے شامل ہو تو اس کے آدھی پونی سورۂ فاتحہ پڑھنے تک امام اسے مکمّل کر لیتا ہے، اب اسے امام کے ساتھ آمین کہنی پڑے گی، اور پھر ایک مرتبہ جب وہ خود سورۂ فاتحہ مکمّل کرے گا تو پھر وہ آمین کہے گا، امام کے ساتھ آمین کہنے کی دلیل تو وہی احادیث ہیں، جن میں:

((اِذَا أَمَّنَ الْاِمَـامُ فَأَمِّنُوا))اور((اِذَا أَمَّنَ الْـقَارِئُ فَأَمِّنُوا))اور((اِذَا قَالَ الْاِمَامُ:غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ،فَقُوْلُوْا:آمِّيْنَ))

کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، جو تھوڑا پہلے ہی گزری ہیں۔ ان احادیث میں چونکہ

(139) نیل الاوطار ۱۹۳/۳/۲ .

امام کے ساتھ آمین کہنے کا حکم مطلق ہے، اس لیئے مقتدی چاہے ابھی سورۂ فاتحہ پوری نہ بھی کر پایا ہو، اسے امام کے ساتھ آمین کہنی ہوگی، اور اکثر شافعیہ کا بھی یہی مسلک ہے، اور اس پہلی صورت میں اس کے آمین کی شکل میں سورۂ فاتحہ کے تسلسل [موالات] میں بھی صحیح تر قول کے مطابق کوئی خلل وانقطاع واقع نہیں ہوگا، کیونکہ نماز کی مصلحت کے لیئے مقتدی ایسا کرنے پر مامور ہے، اور اس کا یہ آمین کہنا کوئی نماز سے بے تعلّق امر بھی تو نہیں ہے .(140)

جب کہ دوسری مرتبہ اسے آمین اس وقت کہنی ہوگی جب وہ خود سورۂ فاتحہ کی قراءت مکمّل کرے گا، کیونکہ سورۂ فاتحہ کے مکمّل کرنے پر نبی اکرم ﷺ کا آمین کہنا متعدّد احادیث سے ثابت ہے، مثلاً جزء القراءۃ امام بخاری اور سنن ابی داؤد و ترمذی میں حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، وَقَالَ: آمِّيْنَ...... الخ.(141)

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا کہ جب آپ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آمین کہی۔''

اس حدیث کی تائید ابوداؤد وابنِ ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَلَا: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، قَالَ: آمِّيْنَ ......الخ. (142)

(140) دیکھئے فتح الباری ٢/٢٦٤-٢٦٥ و تعلیق : ١ .

(141) دیکھئے تخریج نمبر : ٢٤ .

(142) دیکھئے تخریج نمبر : ٢٩ .

''نبی اکرم ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے تھے۔''

صحیح ابن حبان، دارقطنی، بیہقی اور مستدرک حاکم میں ہے :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ آمِّيْنَ..الخ.(143)

''نبی اکرم ﷺ جب قراءۃِ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے تھے ۔''

ان احادیث سے نبی اکرم ﷺ کی یہ سنّتِ مبارکہ معلوم ہوتی ہے کہ جب بھی آپ ﷺ سورۂ فاتحہ مکمّل کرتے تو آمین کہتے تھے، لہٰذا مقتدی [مسبوق] بھی جب خود سورۂ فاتحہ مکمّل کرے گا تو دوبارہ بھی آمین کہے گا ۔

آمین کا مطلق حکم:

یہ آمین کہنا کوئی صرف نمازی کے ساتھ ہی خاص نہیں، کوئی نماز میں ہو یا عام حالت میں تلاوت کررہا ہو، ہر صورت میں جبھی سورۂ فاتحہ مکمّل کرے آمین کہے کیونکہ آمین سے متعلّقہ بعض احادیث مطلق ہیں، جن میں نماز کا ذکر نہیں، چنانچہ صحیح بخاری اور بعض دیگر کتب کے حوالے سے حدیث ذکر کی جاچکی ہے، جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِّيْنَ وَقَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِّيْنَ

(143) دیکھئے تخریج نمبر :۲۷ .

فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ،غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.(144)

''جب تم میں سے کوئی شخص آمین کہے اور آسمان میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جن کی آمین فرشتوں سے مل گئی،ان کے سابقہ تمام گناہ بخشے گئے۔''

اس حدیث سے ہر شخص کے سورۂ فاتحہ مکمّل کرنے پر آمین کہنے کی مشروعیّت اخذ کی جاسکتی ہے، وہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر، چاہے عام حالت میں تلاوت کررہا ہو، کیونکہ حدیث میں ((اِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ))مطلق ہے،جس میں نماز کی کوئی قید نہیں ہے،البتہ صحیح مسلم میں اس سند سے جو الفاظ ہیں،ان میں نماز کا ذکر بھی آیا ہے ،لہٰذا اس اطلاق کو اس قید کے ساتھ مقیّد ماننا پڑے گا،جبکہ صحیح مسلم میں ہمام کے طریق والی ایک سند ہے،لیکن امام صاحب نے اس کے ساتھ متن روایت نہیں کیا اور امام احمد نے اس سند کے ساتھ متن بھی روایت کیا ہے،اس میں ہے :

اِذَا أَمَّنَ الْاِمَامُ، فَأَمِّنُوْا..الخ. (145)

''جب امام وقاری آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔''

یہاں بھی اطلاق کا احتمال ہے،ایسی صورت میں کوئی بحالتِ نماز ہو یا نماز سے باہر عام حالت میں ہو،جبھی وہ سورۂ فاتحہ کے اختتامی کلمات سنے اس کے لیۓ آمین کہنا مستحب ہے،ہاں اس جگہ یہ بھی احتمال ہے کہ قاری سے مراد امام لیا جائے گا،اور مختلف الفاظ پر مشتمل ان روایات کو اصلاً ایک ہی حدیث قرار دیا گیا ہے .(146)

---

(144) دیکھئے تخریج نمبر :٩ .

(145) دیکھئے تخریج نمبر :٤ .

(146) فتح الباری ٢٦٦/٢ .

بہرحال کوئی نماز میں ہو یا عام حالت میں تلاوت کرر ہا ہو، سورۂ فاتحہ کے اختتام پر پڑھنے سننے والے سب لوگوں کو آمین کہنا چاہیئے ، تا کہ اس میں وارد دعاؤں کی قبولیّت کا عملی مطالبہ ہو جائے ، اور یہ مسنون و مستحب ہے، فرض یا واجب نہیں ہے، ہاں ظاہر یہ اور بعض اہلِ علم نے ((أَمِّنُوْا)) میں وارد امر سے وجوب ہی اخذ کیا ہے .(147) لیکن جمہور اہلِ علم نے ان کی موافقت نہیں کی .

هٰذا وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق وَبِيَدِهٖ الْقُبُوْلُ

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاتهٗ

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ،الخبر

(سعودی عرب)

---

(147) جیسا کہ ” آمین کا حکم “ کے ضمن میں تفصیل گزری ہے۔

- انسداد زنا کاری
- نماز میں کی جانے والی غلطیاں
- درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت
- آداب دعاء
- رمضان المبارک
- مرد وزن کی نماز میں فرق
- بدعات رجب وشعبان
- جنات وجادو کا علاج
- استقامت واصول استقامت
- قبولیت عمل کی شرائط
- زیارت مدینہ منورہ
- ظہور امام مہدی
- دنیاوی مصائب ومشکلات
- دخول جنت کے تیس اسباب
- جنتی عورت
- اندھی تقلید
- مچھلی کے پیٹ میں
- احکام ومسائل نماز جنازہ
- خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیائے استعمال
- انسانی تاریخ کی انتہائی خطرناک تحریک
- مرد وزن کا نماز کے لئے ضروری لباس
- مصنوعی اعضاء کی صورت میں احکام غسل ووضو
- رکوع سے سجدے میں جانے کی کیفیت

ناشر

مکتبہ کتاب وسنت

ریحان چیمہ تحصیل سمبڑیال سیالکوٹ (پاکستان) 0300-6439897

Email: m_k_sunnat@yahoo.com

ہماری معیاری مطبوعات